﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 — جمعۃ المبارک 11/دسمبر 2009ء — 23/ذی الحجہ 1430 ہجری قمری ❁ 11/فتح 1388 ہجری شمسی — شمارہ 50

کامل ترین مومن

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الرضاع۔ باب فی حق المرءۃ۔ حدیث نمبر 1082)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جس طرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسی طرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان ہیچ ہے۔ اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہیں۔

”آنحضرت ﷺ سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تھا کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تھے جس میں اس امر کی نفی کی گئی تھی۔ انہوں نے سوچا کہ اگر اب اقرار کریں تو اعتراض کا موقع ملے۔ لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام تھا اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ان کو یہی جواب ملا قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل:94)۔ یعنی ان کو کہہ دو کہ ایسا معجزہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے۔

غرض یہ کس قدر موٹی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بار بار پیش کی ہیں۔ مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ ان کو سمجھتے نہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیح میں ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہے۔ قرآن شریف کی یہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکھو اور صحاح کو پڑھو وہاں آنحضرت ﷺ کی رؤیت موجود ہے۔ آپ نے حضرت مسیح کو یحییٰ کے ساتھ دیکھا ویسے ہی حضرت مسیح کو۔ اس وقت ان میں کوئی خاص بات نہ تھی جو بطور جسم کے الگ ہو۔ یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحییٰ کی مجرد روح ہو۔ جب قرآن اور آنحضرت ﷺ کی صریح شہادت موجود ہے پھر یہ نرالا جسم کیسا؟ اگر نرالا نہیں تو بِسْمِ اللّٰہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد دیا جاتا ہے وہ مسیح کو بھی دیا گیا۔ پھر نزاع لفظی نکلی۔ یہ ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہ شرک ہے۔ ہم جسم کے قائل ہیں لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہیں۔ انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تھا اور ایسا جسم مرنے کے بعد ملتا ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت میں بھی جسم ہوں گے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جو لکھا ہے کہ بہشت میں دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہاں گایوں کا ایک گلّہ ہوگا اور بہت سارے گوالے ہوں گے جو دودھ دوہ کر ایک نہر میں ڈالتے رہیں گے یا بہت سے چھتے شہد کی مکھیوں کے ہوں گے اور پھر ان کا شہد جمع کر کے نہروں میں گرایا جاوے گا۔ یہ مطلب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی۔ اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہوں گے تو پھر یہ بات ہی کیا ہوئی؟ کافر بھی کہہ سکتے ہیں ہم نے یہاں اس دنیا میں کھا لئے تم نے آگے جا کر کھائے۔ اس کی حقیقت جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (البقرۃ:26)۔ یعنی جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اچھے عمل بجالاتے ہیں وہ ان باغوں کے وارث ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو باغ کے ساتھ مشابہت دی جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس آیت میں بہشت کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ گویا جو رشتہ نہروں کو باغ کے ساتھ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جس طرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ سکتا اسی طرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان ہیچ ہے۔ اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہیں۔ پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اس کی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اسی دنیا میں ہی اس کی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہریں نظر آتی ہیں۔ لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہوں گے اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آئے گا۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے۔ پس یہاں دو باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے۔ دوسرا ان درختوں کی نہروں سے آبپاشی ہوتی ہے۔ قرآن کو پڑھو اور اول سے آخر تک اس پر غور کرو تب اس کا مزہ آئے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہیں کرتے بلکہ یہ حقیقت الامر ہے۔ وہ خدا تعالیٰ جس نے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کر دے گا اور اعمال کو انہار سے متمثل کرے گا۔ اور واقعی طور پر دکھا دے گا یعنی ان کا وجود فی الخارج بھی نظر آئے گا۔

اس کی مختصر مثال یوں بھی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جیسے انسان خواب میں عمدہ اور شیریں پھل کھاتا ہے اور ٹھنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقعہ وہ پھل اور آب سرد ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے ذہن میں کوئی دوسرا امر نہیں ہوتا۔ پھلوں کو کھا کر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اٹھتا ہے تو نہ ان پھلوں کا کوئی وجود ہوتا ہے اور نہ اس پانی کا۔ اسی طرح پر جیسے اس حالت میں اللہ تعالیٰ ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کر دیتا ہے عالم آخرت میں بھی ایمان اور اعمال صالحہ کو اس صورت میں متمثل کر دیا جائے گا۔ اسی لئے فرمایا ہے۔ هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا (البقرۃ:26)۔ اس کے اگر یہ معنی کریں کہ وہ جنتی جب ان پھلوں اور میووں کو کھائیں گے تو یہ کہیں گے کہ یہ وہ پھل اور خربوزے یا تربوز اور انار ہیں جو ہم نے دنیا میں کھائے تھے۔ تو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اس طرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہیں ہو سکتے اور نعماء جنت کی حقارت ہے۔ اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر میں جاوے اور وہاں ناشپاتیاں کھا کر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیاں ہیں جو پنجاب میں کھائی تھیں تو صریح ان ناشپاتیوں کی حقارت ہے۔ پس اگر بہشت کی نعماء کی بھی یہی مثال ہے تو یہ خوشی نہیں بلکہ ان کی بیزاری ہے۔ اس لئے اس کا یہ مفہوم اور مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا میں بڑے عابد اور زاہد تھے جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے تمثلات سے لطف اٹھائیں گے تو ان کو وہ ایمانی لذت آ جائے گی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آ جائے گا جو اس عالم میں انہوں نے کئے تھے اس لئے وہ کہیں گے هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ (البقرۃ:26)۔ غرض جس قدر قرآن شریف کو کوئی تدبر اور غور سے پڑھے گا اسی قدر وہ اس حقیقت کو سمجھ لے گا کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ میں فائدہ اٹھائے گا“۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 399 تا 402۔ جدید ایڈیشن)

ہمارے حج اور ہماری قربانیاں اسی وقت قبول ہوتی ہیں جب خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی خاطر کی گئی قربانیوں کی محدود جزا نہیں دیتا بلکہ دعاؤں اور قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے ہزاروں سال بعد بھی جزا دیتا چلا جاتا ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ جس نبی پر درود بھیجا جاتا ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور آپؐ کی وجہ سے ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کو بھی یاد رکھا جاتا ہے۔

آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ نے توحید کے قیام کی خاطر عظیم الشان قربانیاں دیں۔ آج بھی اسی سوچ کے ساتھ کی جانے والی قربانیاں اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں گی جس کی خاطر یہ گھر بنایا گیا تھا۔

اے احمدیو اور شہیدوں کے پیارو! تم خوش ہو کہ تمہارے پیارے اللہ کے فرمان کے مطابق مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ آج حقیقی عیدالاضحیٰ صرف اور صرف تم سے وابستہ ہے۔ آج یہ قربانیاں ہی ہیں جو دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے کا باعث بنیں گی۔ پس اپنی قربانیوں کی روح کو اپنے اندر سے کبھی مرنے نہ دیں۔

(مسجد بیت الفتوح (لندن) میں سیدنا حضرت امیرا لمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ عیدالاضحی)

(رپورٹ: نصیر احمد قمر)

(28 رنومبر 2009ء۔ بیت الفتوح۔ لندن)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آج قریباً ساڑھے دس بجے صبح مسجد بیت الفتوح لندن میں نماز عیدالاضحیٰ پڑھائی اور بعدازاں عیدالاضحیٰ کے حوالہ سے نہایت پُرمعارف بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ مسجد بیت الفتوح اور اس کے ملحقہ ہالز نمازیوں سے پُر تھے۔ یہ خطبہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ مختلف زبانوں میں خطبہ کا رواں ترجمہ بھی نشر ہوا۔

خطبہ عید میں تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایک اور عیدالاضحیٰ منانے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اضحیٰ قربانی کو بھی کہتے ہیں۔ آج کے دن حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے مسلمان بھیڑ، بکرے اور گائے وغیرہ کی قربانیاں کرتے ہیں اور جن کو حج کی توفیق ملتی ہے وہ بیت اللہ کے حج کو بھی جاتے ہیں۔ یہ حج بھی اسی قربانی کی یاد میں ہے جو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے بچپن سے ہی قربانیاں دینی شروع کر دیں اور ان قربانیوں پر پورا اترنے پر جب حضرت ابراہیمؑ دوبارہ اپنی بیوی اور بچے کو ملنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی نشاندہی فرما کر آپ کو اسے دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا تا کہ دنیا کی اس طرف توجہ ہو اور ان کی قربانیوں کو بھی یاد رکھے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ حج خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے ان تین بزرگوں کی قربانیوں کا خدا کی نظر میں مقبولیت کا مقام حاصل ہونے کا نشان ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج اگر توحید کے اعلیٰ مقصد کے لئے قربانیاں دی جارہی ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان عید قربان مناتے ہوئے اس مقصد کے لئے جانوروں کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں تو یہ ان قربانیوں کی یاد تازہ کر رہے ہیں اور اگر یہ مقصد پیش نظر نہیں تو پھر یہ سب کچھ دنیاوی تہواروں کی طرح ہے اور حج بھی اگر صرف دنیاوی شہرت کی خاطر ہے کہ حج کرنے سے حاجی کا ٹھپّہ لگ جائے گا تو اس کی بھی خدا کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دور دراز کے علاقہ میں ایک غریب آدمی کا حج اس لئے قبول کر لیا کہ اس نے اپنے حج کے لئے جمع کئے ہوئے کئی سالوں کے زادراہ کو اپنے ہمسائے کی بھوک مٹانے کے لئے اور اس کا حق ادا کرنے کے لئے دے دیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے مکّہ جانے والے حاجیوں کے حج بھی قبول کئے گئے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک ایسے قربانی کرنے والے کی وجہ سے جس کا دل تقویٰ کی وجہ سے ہمسائے کے لئے قربانی کرنے پر آمادہ ہوا تھا اور اگرچہ وہ خود حج پر نہیں گیا لیکن اللہ نے اس کا حج بھی قبول کیا اور اس کے طفیل کئی اور لوگوں کے حج قبول ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے حج اور ہماری قربانیاں اس وقت قبول ہوتی ہیں جب خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ آج عیدالاضحیٰ منانا ہم سب کے لئے اس عہد کی تجدید کا دن ہونا چاہئے کہ اے خدا! حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے تیری رضا کے حصول کے لئے جس طرح کی قربانی کا معیار قائم کیا ہم بھی اسی طرح کی قربانی کے معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہم تیرا قرب پانے کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ذرا بھی خیال دل میں لائے بغیر ہر وقت تیار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو فرمایا کہ تم دونوں کی دعاؤں کو سنتے ہوئے مَیں تمہاری نسل سے وہ عظیم رسول پیدا کرنے والا ہوں جس نے قربانیوں کے نئے معیار قائم کرنے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی خاطر کی گئی قربانیوں کی محدود جزا نہیں دیتا بلکہ دعاؤں اور قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے ہزاروں سال کے بعد بھی جزا دیتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی جزا میں حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ایسا رسول مبعوث فرمایا جو ساری دنیا کے لئے آیا۔ دنیا میں سب سے زیادہ جس نبی پر درود بھیجا جاتا ہے وہ حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور آپؐ کی وجہ سے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یاد رکھا جاتا ہے۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے نوازنے کے طریقے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم محمدؐ رسول اللہ کو ماننے والے ہیں جو ہزاروں سال پہلے کی قربانیوں کی جزا پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین رسول بن گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کی قربانیوں اور ظالموں کے ظلم پر صبر اور آپؐ کی دعاؤں اور رحمت کے مختلف نمونوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے عظیم الشان قربانیاں دیں۔ آپؐ کے صحابہؓ نے انگاروں پر لیٹنا اور پتھروں پر گھسیٹے جانا گوارا کر لیا لیکن خدا کی محبت اور پیارے رسول کی محبت کو دل سے نکلنے نہ دیا۔ یہ وہ قربانیاں تھیں جو توحید کے قیام کے لئے مکّہ کی سرزمین پر ایک مثال قائم کر گئیں۔ وہی ظالم جو دنیاوی وجاہت کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے صرف دس سال کے عرصہ میں ان قربانیاں کرنے والوں کے زیر نگیں کر دیئے گئے۔

حضور نے فرمایا کہ جس طرح اللہ کے ان پاک بندوں نے خالص ہو کر قربانیاں پیش کی تھیں اور آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ کے تحت آپؐ کے صحابہ نے قربانیاں پیش کی تھیں آج بھی اسی سوچ کے ساتھ کی جانے والی قربانیاں اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں گی جس کی خاطر یہ گھر بنایا گیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج بعض ملکوں میں قربانی اور جہاد کے نام پر مسلمانوں کو معصوموں کا خون بہانے پر آمادہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کو فخریہ بیان کیا جاتا ہے۔ کوئی ان بدفطرت اسلام کے نام نہاد علمبرداروں سے پوچھے کہ کیا تم نے کبھی اپنے بچوں کو بھی اس قربانی کے لئے پیش کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام تو جنگ کے دوران بھی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی حفاظت کی تاکید کرتا ہے۔ یہ کون سا اسلام ہے جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں۔ اسلام نے تو کبھی جنگوں کی اجازت دی بھی تھی تو ایک مقصد کے لئے اور جنگوں کے خاتمہ اور ظلم کے خاتمہ کے لئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت اسمٰعیلؑ کا قربانی کرنا اور اس کے لئے تیار رہنا ایک عظیم مقصد کے لئے تھا اور آنحضرتؐ کے صحابہ کا قربانی کرنا بھی ایک عظیم مقصد کے لئے تھا۔ حکومتوں کے حصول کے لئے نہیں تھا۔ اور بچوں کو خودکشی پر آمادہ کر کے یہ مقصد حاصل نہیں کیا۔ خودکشی تو بذات خود ایک گناہ ہے اور آنحضرتؐ نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھا۔ آج کل کے خودکش تو نہ صرف اپنے آپ کو ختم کرتے ہیں بلکہ درجنوں اور بعض دفعہ سینکڑوں کے قتل کا باعث ہوتے ہیں۔ وہ کون سا توحید کا قیام ہے جو ان خودکش حملوں سے وجود میں آ رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج ہم احمدی ہیں جنہوں نے مسیح موعودؑ کی بیعت میں آ کر ایسی بامقصد قربانیاں دینی ہیں اور اپنی نسلوں کو بھی تیار کرنا ہے جو توحید کے قیام کے لئے ہوں، جو معاشرہ کے حقوق قائم کرنے کے لئے ہوں، جو آپس میں اتحاد اور امن کے قیام کے لئے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ یہ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا جس شہر کے قیام کی تُو خوشخبری دے رہا ہے اس جگہ کو پُرامن آبادی بنا دے۔ یہ شہر پھولے اور بڑھے لیکن پُرامن ہو۔ پس ان قربانی کرنے والوں نے جو شہر بسایا اس کے لئے امن کی جگہ بننے کی دعا کی۔ یہ دعا ایک پیغام تھا بعد میں آنے والوں کے لئے بھی اور خاص طور پر ان لوگوں کے لئے بھی جو اُس محسن انسانیت کے ماننے والے ہیں جو ایک جانور کو بھی تکلیف میں دیکھتے تھے تو بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ وہ پیغام کیا ہے؟ وہ پیغام یہ ہے کہ اے خدائے واحد کی عبادت کرنے والو! تمہارے یہ مقصد اسی وقت حاصل ہوں گے جب اَللّٰہُ اَکْبَر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز کے ساتھ امن کے قیام کا بھی نعرہ لگاؤ گے۔ اس کی اتباع میں قائم ہونے والا اللہ

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر71

وفات مسیح ناصری علیہ السلام

بعض عرب علماء کا اعتراف

پچھلی قسط میں ہم نے ارتداد کے حوالے سے بعض عمومی اموراور بعض اعتراضات کے جوابات پیش کئے تھے جن کے آخر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اورآپ کے نزول کے حوالہ سے بھی چندامور کا ذکر کیا گیا۔عربوں میں تبلیغ احمدیت کے تاریخی اعتبار سے واقعات کے ذکر میں یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وفات مسیح کے مسئلہ پرعصر حاضر کے بعض عرب علماء کی تحقیق،آراءاورفتاوی کا ذکرکردیا جائے۔

موجودہ عیسائیت کی عمارت یسوع کی صلیبی موت کے عقیدہ پرکھڑی ہے

اس مضمون کے مقدمہ کے طور پر شاید مندرجہ ذیل وضاحت مفید ثابت ہوگی۔

بائبل میں لکھا ہے کہ صلیبی موت لعنتی موت ہے اورایسی موت کسی ملعون کوہی نصیب ہوسکتی ہے۔چونکہ واقعہ صلیب ایک حقیقت ہے اس لئے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت کومحل ذم کی بجائے محل مدح بنانے کی کوشش کی اوراس صلیبی موت پر اپنے زعم میں ایک ایسے عقیدہ کی بنیادرکھی جس کے ساتھ تمام دنیا کی بقاوابستہ ہے۔یہ وہ عقیدہ ہے جس پرپوری عیسائیت کی عمارت کھڑی ہے۔اب اگر یہ ثابت ہوجائے کہ مسیح نے صلیب پروفات نہیں پائی بلکہ اس لعنتی موت سے بچ گئےتو موجودہ عیسائیت کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے۔

اسی حقیقت کا اظہارکئی علماءاور محققین نے کیا ہے ذیل میں دواقتباس پیش ہیں۔

✿......ایک جرمن سکالرجورگن مولٹمین کہتا ہے:

"THE DEATH OF JESUS ON THE CROSS IS THE CENTRE OF ALL CHRISTIAN THEOLOGY. . . ALL CHRISTIAN STATEMENTS ABOUT GOD, ABOUT CREATION, ABOUT SIN AND DEATH HAVE THEIR FOCAL POINT IN THE CRUCIFIED CHRIST. ",

(The Crucified God By Jürgen Moltmann Translated by R. A. Wilson and John Bowden from the Germam Der gekreuzegte Gott page 212 2nd edition 1973)

ترجمہ: یسوع کی صلیب پرموت عیسائی عقیدہ کا مرکزی نقطہ ہے...... خدا تعالیٰ ،مخلوق، گناہ اورموت وغیرہ کے جملہ عیسائی نظریات مصلوب مسیح کے گرد گھومتے ہیں۔

✿......ایک انگریز سکالر Cardinal Manning اپنی کتاب "Eternal Priesthood" میں لکھتا ہے کہ:

The importance of this confusing topic is obvious, for if the death of Christ on the cross is not real, then the basis of the church's doctrine will crumble from its foundations, because if Christ did not die on the cross, then there is no sacrifice, no salvation, and no trinity."

ترجمہ:اس حیران کن موضوع کی اہمیت پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ اگر یسوع کی صلیبی موت ایک حقیقت نہیں ہےتو چرچ کا مذہب اپنی بنیادوں سے ہی پسپا ہوجاتا ہے۔کیونکہ اگر یسوع صلیب پرنہیں مراتو پھرنہ کوئی قربانی کاتصور رہے گا،نہ نجات کااورنہ ہی تثلیث کا۔

اب اگر مسیح علیہ السلام صلیب پرفوت نہیں ہوئے تو دوبارہ جی اٹھنے اورآسمان پراپنے باپ کے داہنے ہاتھ پرجا بیٹھنے کے تصوراور اس پرمبنی جملہ عقائد کی بھی نفی لازم ہے۔عیسائیت نے اپنے اس اصول کو ثابت کرنے کے لئے ہرحیلہ آزمایاہے۔اورشایدان کی اس حیلہ آزمائی کاہی نتیجہ ہے کہ اسلام میں بھی اس طرح کی روایات اور مفاہیم راہ پاگئے جن سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پرجانے کاعقیدہ وجود میں آیا ہے۔

عقیدہ حیات مسیح کے نقصانات

گومسلمانوں کی اکثریت نے عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ کسی اورکے صلیب پر چڑھنے کا عجیب وغریب عقیدہ گھڑ لیا پھربھی مسیح کی صلیب پرموت کے منکررہے۔ لیکن دوسری طرف عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پرچڑھ جانے میں عیسائیت کے ہی ہم نوا رہےجس کا اسلام کو بہت بھاری نقصان ہوا کیونکہ عیسائیوں نے مسلمانوں کوبحثوں اورمناظروں میں یہ کہنا شروع کردیا کہ چونکہ:

1۔تمام انبیاء ماں باپ سے پیدا ہوئے جبکہ یسوع کی بن باپ کے پیدائش ایک معجزہ تھی۔

2۔تمام انبیاء اسی زمین میں فوت ہوئے اور بعض اپنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل بھی ہوگئےلیکن آپ کےعقیدہ کے مطابق یسوع کوخدا تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا۔

3۔آج تک کوئی انسان زندہ آسمان پرنہیں گیا لیکن آپ کےعقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے۔

4۔تمام انبیاءنے ایک محدودانسانی عمرپائی لیکن آپ کےعقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام آج تک آسمان پرزندہ ہیں۔

5۔تمام انبیاءاوربنی نوع انسان کی زندگی کھانے پینے سے وابستہ ہے کیونکہ انسانی جسم اس کے بغیرزندہ نہیں رہتا لیکن عیسیٰ علیہ السلام قریباً دوہزارسال سے بغیر کھائے پیئے زندہ ہیں۔

6۔تمام انبیاء اس دنیا سے جانے کے بعد دوبارہ کبھی واپس نہیں آئے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ آنا ہے۔

7۔عیسیٰ علیہ السلام وہ واحد وجود ہیں جوقربِ قیامت میں نزول کریں گے اورتمام بنی نوع انسان کوآخری دفعہ حق کی طرف بلائیں گے پھرجونہیں مانے گاان پرقیامت آجائے گی۔اوریہ بات کسی اورانسان یانبی کے حصے میں نہیں آئی۔

اس لئے آپ کے اپنے عقیدہ کے مطابق مسیح علیہ السلام دیگرتمام انبیاءاور بنی نوع انسان سے کہیں افضل ہیں بلکہ وہ نبیوں اور انسانوں سے بڑھ کرکوئی وجود ہیں اوریہی عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ جودین وہ لے کرآئے ہیں وہ سب سے افضل ہے۔

اب دیکھیں کہ اس غلط عقیدہ نے اسلام کوکس قدرنقصان پہنچایااورکس قدر نبی کریم ﷺ کی توہین کا باعث بنا۔نیز اس عقیدہ کےسبب لاکھوں کی تعداد میں مسلمان عیسائیت کی صفوں میں شامل ہوکراسلام کے خلاف جنگ کرنے لگے۔الغرض صرف اس ایک غلط عقیدہ کی بنا پر اسلام کی حمایت وحفاظت کے دعویداروں نے اسلام کوکسی بھی بیرونی دشمن سے زیادہ نقصان پہنچایا۔

✿......ایسے میں اللہ تعالیٰ نےحضرت مسیح موعود علیہ السلام کومبعوث فرما کراس مخالفِ اسلام عقیدہ کا ردّ فرمایا۔ آپؑ نےفرمایا:

''وفات مسیح اورحیات اسلام یہ دونوں مقاصد باہم بہت بڑاتعلق رکھتے ہیں اوروفات مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے لیےضروری ہوگیا ہے۔زندہ بجسد عنصری حضرت عیسیٰ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگرآج یہ غلطی ایک اژدھا بن گئی ہے جواسلام کونگلنا چاہتی ہے۔ابتدائی زمانہ میں اس غلطی سے کسی گزند کا اندیشہ نہ تھااور وہ غلطی ہی کے رنگ میں تھی۔مگرجب سے عیسائیت کا خروج ہوااورانہوں نے مسیح کی زندگی کوان کی خدائی کی ایک بڑی زبردست دلیل قرار دیا تو یہ خطرناک امر ہوگیا۔انہوں نے بار باراور بڑے زور سے اس امرکو پیش کیا کہ اگرمسیح خدانہیں تو وہ عرش پرکیسے بیٹھا ہے؟ اوراگرانسان ہوکرکوئی ایسا کرسکتا ہے کہ زندہ آسمان پر چلاجاوے توپھرکیاوجہ ہے کہ آدم سے لےکراس وقت تک کوئی بھی آسمان پرنہیں گیا؟

اس قسم کے دلائل پیش کرکے وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدابنانا چاہتے ہیں اورانہوں نے بنایااوردنیا کے ایک حصہ کوگمراہ کردیا۔اور بہت سے مسلمان جوتیس لاکھ سے زیادہ بتائے جاتے ہیں اس غلطی کوصحیح عقیدہ تسلیم کرنے کی وجہ سےاس فتنہ کا شکارہوگئے......عیسائیوں نے مسیح کی اس خصوصیت کوپیش کرکے دنیا کوگمراہ کردیا ہےاورمسلمانوں نے بغیرسوچے سمجھے ان کی اس ہاں میں ہاں ملادی اورضرر کی پروانہ کی جواس سے اسلام کو پہنچا...... اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دےاوروہ اپنی غلطی کوسمجھیں۔

مَیں سچ کہتا ہوں کہ جولوگ مسلمان کہلا کراس عقیدہ کی کمزوری اورشناعت کے کھل جانے پربھی اس کونہیں چھوڑتے وہ دشمن اسلام اور اس کے لئے مارِآستین ہیں۔''(ملفوظات جلد 8 صفحہ 337)

بجزموت مسیح صلیبی عقیدہ پرموت نہیں آسکتی

✿......نیزحضرت مسیح موعود علیہ السلام نےفرمایا:

''خوب یادرکھوکہ بجزموتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی۔سواس سے فائدہ کیا کہ برخلافِ تعلیمِ قرآن اس کوزندہ سمجھا جائے۔اس کومرنے دوتا یہ دین زندہ ہو۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ17)

✿......پھرفرمایا:

''تم عیسیٰ کومرنے دوکہ اس میں اسلام کی حیات ہے۔ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی آنے دوکہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ694حاشیہ۔جدید ایڈیشن)

ایک اورجگہ فرمایا:

''مسلمانوں کی خوش قسمتی ہی اس میں ہے کہ مسیح مرجائے۔اب زمانہ ہی ایسا آگیاہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں۔کچھ مان جائیں گے کچھ مرجائیں گے ......**پس مسیح کومرنے دوکہ اسلام کی زندگی اسی میں ہے۔''**

(ملفوظات جلد5 صفحہ547-548 جدید ایڈیشن)

گوکہ بعض بزرگان سلف نے اپنی کتب میں تووفات مسیح کا ذکر کیا تھا لیکن عصر حاضر کے علماء کی طرف سے اس وقت اس عقیدہ کی مخالفت شدت اختیار کرگئی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا کہ مسیح ناصری تووفات پاچکے ہیں اورجس کے آنے کا وعدہ ہے وہ اسی امت سے ایک فرد ہے جس کو آنحضرت ﷺ کی غلامی کی وجہ سے یہ مقام عطا کیا جائے گا۔اورمجھےخدا تعالیٰ نےفرمایاہے کہ وہ موعود مَیں ہوں۔

تو اس اعلان کے بعد بیشترعلماء حیات مسیح ثابت کرنے میں لگ گئے لیکن بالآخرحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات مبارکہ''اب زمانہ ہی ایسا آگیا ہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں'' کی صداقت ظاہر ہوئی اورآج صرف عربوں میں ہی علماء کی ایک جماعت وفات مسیح کی قائل ہوگئی ہے۔ذیل میں صرف ان عصرحاضر کے علماء کے اقوال ودلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

شیخ محمد عبدہٗ کا مؤقف

آپ کا شمارمصر کے ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے مصری اسلامی معاشرہ میں بعض غلط مفاہیم کی اصلاح کا کام کیا۔عقل اورمنطق کومدنظررکھ کربات کرنے کی وجہ سے آپ کے کلام کوقدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔آپ جمال الدین افغانی کے شاگرد تھےاورآخری عمرمیں(1899ء تا1905ء)مصر کے مفتی عام بھی رہے۔آپ کے اہم شاگردوں میں شیخ محمدرشیدرضاہیں جنہوں نے اپنی تفسیر''تفسیر المنار''میں جگہ جگہ آپ کے فتاویٰ اورآراء درج کی ہیں۔وفات مسیح کے مسئلہ پرشیخ رشیدرضا اپنے استاد کی رائے لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

يقول بعض المفسرين: "إني متوفيك" أي منومك، وبعضهم إني قابضك من الأرض بروحك وجسدك۔ "ورافعك إلي" بيان لهذا التوفي، وبعضهم : إني أنجيك من هؤلاء المعتدين، فلا

يتمكنون من قتلک، وأميتک حتف أنفک ثم أرفعک إلي۔ ونسب هذا القول إلى الجمهور وقال: للعلماء هاهنا طريقتان إحداهما وهى المشهورة أنه رفع حيًّا بجسمه وروحه، وأنه سينزل فى آخر الزمان فيحكم بين الناس بشريعتنا ثم يتوفاه الله تعالى۔ ولهم فى حياته الثانية على الأرض كلام طويل معروف۔ وأجاب هؤلاء عما يرد عليهم من مخالفة القرآن فى تقديم الرفع على التوفى بأن الواولا تفيد ترتيبا۔ أقول: وفاتهم أن مخالفة الترتيب فى الذكر للترتيب فى الوجود لا يأتى فى الكلام البليغ إلا لنكتة،ولا نكتة هنا لتقديم التوفى على الرفع إذ الرفع هو الأهم لما فيه من البشارة با لنجاة ورفعة المكانة۔

بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ" کے معنے ہیں مَیں تجھ پر نیند طاری کردوں گا، جبکہ بعض کا خیال ہے کہ اس کا مطلب ہے: مَیں تجھے زمین سے مع جسم وروح اٹھالوں گا، اور "وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" اس توفی کی کیفیت کا بیان ہے (یعنی تجھے بجسم وروح اٹھانا اپنی طرف رفع کرنے سے ہوگا)، اور بعض مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مَیں تجھے ان ظالموں کے چنگل سے چھڑاؤں گا چنانچہ وہ تجھے قتل نہیں کرسکیں گے چنانچہ مَیں تجھے طبعی موت دوں گا پھر تمہارا اپنی طرف رفع کروں گا۔ اور یہ آخری قول جمہور علماء کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

شیخ محمد عبدہ یہ آراء درج کرنے کے بعد کہتے ہیں:

علماء نے اس سلسلہ میں دو موقف اختیار کئے ہیں ان میں سے جو زیادہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع زندہ ہونے کی حالت میں ان کے جسم اور روح کے ساتھ ہوا اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے اور ہماری شریعت اسلامیہ کی رو سے لوگوں کے درمیان فیصلے کریں گے پھر اللہ تعالیٰ انہیں وفات دے گا۔ اس رائے کے حامی علماء زمین پر عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری زندگی کے بارہ میں جو بہت کچھ کہتے یا لکھتے ہیں وہ معروف ومشہور ہے۔ ان لوگوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ معنی آیت مذکورہ میں رَفَع کے لفظ کو تَوَفّی سے پہلے لاکر کیا ہے اور یہ قرآن کریم کی ترتیب کی خلاف ورزی ہے۔ اس کے جواب کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَی" میں واوٴ ترتیب کے لئے نہیں آئی۔

(یعنی ان کے مطابق یہاں تین چار امور کا بیان ہے اور اگرچہ ایسی عبارات میں واوٴ ترتیب کے لئے آتی ہے لیکن آیت مذکورہ میں واوٴ کا یہ مطلب نہیں کہ ان واقعات کی وہی ترتیب ہوگی جو آیت میں بیان ہوئی ہے کیونکہ اس ترتیب سے تَوَفّی یعنی موت پہلے ہے اور پھر رَفَع کا ذکر ہے، چنانچہ یہاں کسی حکمت کے تحت خدا تعالیٰ کی طرف سے واقعات میں تقدیم و تاخیر ہے۔ لہذا ان کے نزدیک پہلے رَفَع کا واقعہ ہوا اور تَوَفّی کا واقعہ نزولِ عیسیٰؑ کے بعد ہوگا)

شیخ محمد عبدہؒ اس رائے پر محاکمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: مَیں کہتا ہوں کہ وہ بھول گئے کہ آیت مذکورہ میں امور کی ترتیب کے خلاف ان کا نئی ترتیب قائم کرنا ایک بلیغ کلام میں کسی خاص نکتہ کے بیان کے لئے ہوسکتا ہے۔ اور اس آیت میں تَوَفّی کے لفظ کو رَفَع پر مقدم رکھنے میں کوئی خاص نکتہ نہیں ہے کیونکہ رَفَع دراصل تَوَفّی سے اہم ہے کیونکہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی نجات اور ان کے مقام ومرتبہ کی رفعت کی بشارت ہے۔

(یہ عبارت کسی قدر وضاحت طلب ہے۔ اس میں شیخ محمد عبدہ صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حاس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے لیکن تقدیم وتاخیر ایک بلیغ کلام میں کسی بلاغی نکتہ کے بیان کے لئے ہوتی ہے۔ جبکہ اگر آپ کی بات مان لی جائے اور یہ کہا جائے کہ تَوَفّی کو اللہ تعالیٰ نے رَفَع پر مقدم کردیا ہے جبکہ صحیح ترتیب میں رَفَع پہلے اور تَوَفّی بعد میں ہے تو دراصل اس تقدیم وتاخیر میں تو کوئی منطق یا بلاغت کا نکتہ سمجھ میں نہیں آتا بلکہ اگر کسی بلاغی نکتہ کی بناء پر اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہوتی تو رَفَع کو پہلے ہی بیان ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ رَفَع زیادہ اہم ہے اس لئے کہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے دشمنوں کے چنگل سے نجات کا ذکر ہے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہذا ثابت ہوا کہ اس آیت میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں ہے اور جملہ واقعات آیت میں مذکور ترتیب کے مطابق ہوئے ہیں یعنی پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی ہے پھر رَفَع ہوا ہے۔ اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وفات کے بعد ہونے والے رَفَع سے مراد درجہ اور مقام کا رَفَع ہوتا ہے نہ کہ جسم کا۔

شیخ محمد عبدہ کے اس کلام سے بھی واضح ہوجاتا ہے کہ علماء نے پہلے غلط فہمی کی بنا پر ایک غلط عقیدہ بنالیا اور اس کو جب قرآن سے ثابت کرنا چاہا تو قرآن کو اس کے برخلاف پایا۔ یہاں امانت اور انصاف کا تقاضا تھا کہ اس غلط عقیدہ کو بدل لیتے لیکن انہوں نے نہ تو یہ عقیدہ بدلا نہ ہی خود کو بدلا بلکہ اس کی جگہ قرآن کو بدل دیا اور تقدیم وتاخیر کا تصور پیش کیا جس سے ان کا غلط عقیدہ ثابت ہوسکے۔ اگر اس طرح قرآن کریم میں جا بجا بغیر کسی دلیل کے تقدیم وتاخیر کا مسئلہ کھڑا کردیا جائے تو سارے قرآن میں شک کی نئی راہیں کھل جائیں گی جو قرآن کے اس عظیم دعویٰ خلاف ہے جو اس ابتدائی آیت میں بیان ہوا ہے کہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ یعنی یہ ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک یا ریب نہیں ہے۔)

(قال) والطريقة الثانية أن الآية على ظاهرها وأن التوفى على معناه الظاهر المتبادر وهو الإماتة العادية وأن الرفع يكون بعده وهو رفع الروح لا بدع فى إطلاق الخطاب على شخص وإرادة روحه۔ فإن الروح هى حقيقة الإنسان والجسد كالثوب المستعار--- (قال) ولصاحب هذه الطريقة فى حديث الرفع والنزول فى آخر الزمان تخريجان أحدهما أنه حديث آحاد متعلق بأمر اعتقادى لأنه من أمور الغيب والأمو رالاعتقادية لا يؤخذ فيها إلا بالقطعى لأن المطلوب فيها هو اليقين۔ وليس فى الباب حديث متواتر۔ وثانيهما تأويل نزوله وحكمه فى الأرض بغلبة روحه وسر رسالته على الناس وهو ما غلب فى تعليمه من الأمر بالرحمة والمحبة والسلم والأخذ بمقاصد الشريعة دون الوقوف عند ظواهرها والتمسک بقشورها دون لبابها۔وهو حكمتها وما شرعت لأجله، فالمسيح عليه السلام لم يأت لليهود بشريعة جديدة ولكنه جاء هم بما يزحزحهم عن الجمود على ظواهر ألفاظ شريعة موسى عليه السلام ويوقفهم على فقهها والمراد منها--- ولما كان أصحاب الشريعة الأخيرة قد جمّدوا على ظواهرها ألفاظها--- وكل ذلک مزهقا لروحها ذاهبا بحكمتها كان لا بد لهم من إصلاح عيسوى يبين لهم أسرار الشريعة وروح الدين وأدبه الحقيقى۔ وكل ذلک مطوى فى القرآن الذى حجبوا عنه بالتقليد الذى هو آفة الحق وعدو الدين فى كل زمان۔ فزمان عيسى على هذا التأويل هو الذى يأخذ الناس فيه بروح الدين والشريعة الإسلامية لإصلاح السرائر من غير تقيد بالرسوم والظواهر۔"

(تفسير المنار جلد 3 صفحه316-317۔ دار المنار، الطبعة الثالثة 1368ھ)

علماء کا دوسرا موقف یہ ہے کہ آیت کا وہی ظاہری مفہوم مراد ہے جو کہ عام فہم اور واضح ہے اور وہ طبعی موت کا معنی ہے۔ اور موت کے بعد ہونے والا رفع ہمیشہ روحانی رفع ہوا کرتا ہے۔ اس میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ خطاب شخص کو ہو اور اس سے مراد اس کی روح ہے۔ کیونکہ روح ہی انسان کی اصل حقیقت ہے اور انسانی جسم اس روح کے لئے ایک مستعار لئے ہوئے کپڑے کی طرح ہے.......... اس موقف کے حامیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور آخری زمانہ میں نزول سے متعلق احادیث کی دو توجیہات پیش کی ہیں:

ایک یہ کہ یہ احادیث آحاد ہیں جبکہ ان کے مضمون کا تعلق اعتقادی امور سے ہے۔ اور چونکہ اعتقادی امور میں لوگوں سے یقین مطلوب ہوتا ہے اس لئے ان میں صرف اور صرف قطعی خبر پر ہی بناء کی جاسکتی ہے۔ لیکن ان احادیث میں سے کوئی بھی حدیث متواتر نہیں ہے جو یقین کے مرتبہ تک پہنچائے۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آپ کے زمین میں حکومت کرنے کی تاویل کی جائے۔ چنانچہ اس سے مراد آپ کی مسیحانہ روح اور آپ کے پیغام کا غلبہ ہے۔ اور یہ بات رحمت، محبت، صلح جوئی اور شریعت کے مقاصد اور اصل ہدف کو سمجھنے اور مغز کو اخذ کرنے اور نرے چھلکے پر ہی اکتفا نہ کرنے کی صورت میں آپ کی تعلیمات میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ اور دراصل اسے دوسرے معنوں میں احکام کی حکمت اور ان کی تشریح کا سبب کہا جاتا ہے۔

مسیح علیہ السلام یہودیوں کے پاس کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ تاہم خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے پر حکمت دلائل ضرور لے کر آئے تھے جو یہود کو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ظاہری الفاظ پر بناء کرکے بیٹھے رہنے سے روکتے تھے اور ان کی اصل حقیقت اور مراد سمجھنے پر مجبور کرتے تھے...... اور جب اس آخری شریعت کے پیروکاروں نے اپنی شریعت کو اس کے ظاہری الفاظ کی حد تک ہی منجمد کرکے رکھ دیا...... تو گویا انہوں نے الفاظ کی روح اور حکمت کو فراموش کردیا لہذا ان کے لئے اصلاح عیسوی بہت ضروری ہوگئی تا کہ انہیں شریعت کے اسرار اور دین کی روح اور اس کا حقیقی ادب سکھائے، اور یہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود ہے جس کو انہوں نے تقلید کے پردوں میں چھپا ڈالا ہے اور یہ بات ہر زمانے میں حق اور دین کی بڑی دشمن ہے۔ اس تاویل کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ وہ زمانہ ہے جس میں لوگ ظاہری اشکال، افعال، اور الفاظ کی پیروی کی بجائے دین اور شریعت اسلامیہ کی روح پر عمل پیرا ہوں گے۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

بقیہ: خطبہ عیدالاضحیٰ از صفحہ نمبر 2

کا ہر گھر امن کا گہوارہ ہو اور اس کے اندر سے محبت و مودّت کے چشمے پھوٹیں۔ جب یہ ہوگا تو سمجھو کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانیوں کا ادراک تمہیں حاصل ہوگیا۔ لیکن اگر اَللّٰہُ اَکْبَر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا کے بعد وہاں سے شہروں کو برباد کرنے کے منصوبوں کی آوازیں آرہی ہوں اور ایک دوسرے پر گند اچھالنے کی آوازیں آرہی ہوں تو نہ حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی قربانیوں کو سمجھا گیا ہے اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقصد کو سمجھا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرتؐ کے الوداعی خطبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلام کے ذریعہ سے دنیا میں امن کے قیام کا ایک اعلان تھا جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں اسی طرح حرمت والے ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حج کے موقع پر پیش کی جانے والی یہ قربانیاں اس عظیم خطبہ پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ احمدی مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں وہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوکر فیصلہ سنیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ تم میں سے مرتد اور کافر وہ ہیں جو کلمہ گوؤں کو قتل کررہے ہیں۔ کل ہی ہم نے ایک احمدی شہید کا جنازہ پڑھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ ان شہید احمدیوں کے قاتلوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ آج اے احمدیو اور شہیدوں کے پیارو! تم خوش ہو کہ تمہارے پیارے اللہ کے فرمان کے مطابق مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور تم حضرت محمد رسول اللہ کے آخری فرمان کے مطابق حقیقی اور سچے مومن ہیں۔ آج حقیقی عیدالاضحیٰ صرف اور صرف تم سے وابستہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یاد رکھیں قربانیاں ہمیشہ رنگ لاتی ہیں۔ آج یہ ہماری قربانیاں ہی ہیں جو دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے کی باعث بنیں گی۔ پس اپنی قربانیوں کی روح کو اپنے اندر سے کبھی مرنے نہ دیں کہ یہی روح پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اصل روح کی قربانی ہے اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر پر سب دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک کا پیغام دیتے ہوئے شہداء اور ان کے پسماندگان، اسیران راہِ مولا، مالی قربانی کرنے والوں، ضرورتمندوں اور اُمّت مسلمہ کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

اور آخر پر اجتماعی دعا کروائی۔

۞۞۞۞۞۞

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

اگر خدا تعالیٰ کا سہارا نہ ہو، اس کی مدد نہ ہو تو ظاہری اسباب اور تعلقات رتی بھر فائدہ نہیں دے سکتے۔

حقیقی ولی وہی ہے جس میں عاجزی اور انکسار ہے اور جماعت احمدیہ میں ہر فرد کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس میں حقیقی ولی وہی ہے جس کا خلافت کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔

دنیاوی لالچ کی وجہ سے نہ دنیاداروں سے دوستی کرو، نہ ہی اس دولت کی طرف اتنے مائل ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ تمہیں بھول جائے۔

اپنی روحانی حالت بڑھانے کے لئے، خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے خود بھی نمازوں کی طرف توجہ دو اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی تلقین کرو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 20 ر نومبر 2009ء بمطابق 20 ر نبوت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ۔ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا۔ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ العنکبوت: 42)

ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور دوست بنائے مکڑی کی طرح ہے اس نے بھی ایک گھر بنایا اور تمام گھروں میں یقیناً مکڑی ہی کا گھر سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ کاش وہ یہ جانتے۔

یہ آیت سورۃ العنکبوت کی آیت ہے۔ جیسا کہ اس کے مضمون سے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان بدقسمتوں کا ذکر فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر دوسروں کے در تلاش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی کو چھوڑ کر غیر اللہ کی دوستی کو اختیار کرتے ہیں۔ ظاہری اور عارضی فائدہ کو دیکھ کر ٹھوس اور مستقل فوائد کو نظر انداز کرتے ہیں۔ دنیا کی جاہ و حشمت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کو بھول جاتے ہیں۔ دنیاداروں کی خوشنودی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ولی بنانے کی بجائے غیر اللہ کو ولی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مضبوط حصار میں آنے کی بجائے مکڑی کے کمزور جالے کو اپنا حصار سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلی آیات میں عاد، ثمود کا ذکر کیا ہے۔ پھر قارون اور فرعون اور ہامان کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ کچھ آیات پیچھے چلے جائیں تو لوط کی قوم کا بھی ذکر ہے اور پھر ان سب کے انجام کا ذکر ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کو بھول گئے اور دنیاداری ان کا مقصود ہو گئی۔ کسی کی قوم، کسی کی دولت، کسی کے اونچے محل، کسی کے پہاڑوں میں بنائے ہوئے محفوظ گھر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے آگے کوئی کام نہ آ سکے۔ قرآن کریم میں اس حوالے سے کئی جگہ ذکر ملتا ہے کہ کس طرح قومیں ہلاک ہوتی رہیں۔ کیونکہ بجائے خدا تعالیٰ کو پناہ گاہ پکڑنے کے انہوں نے عارضی پناہ گاہوں پر بھروسہ کرنے کی کوشش کی۔ ان قوموں کا ذکر کر کے خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی ہوشیار کیا ہے۔ واضح کر دیا کہ صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کو ولی بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کی پناہ میں آنے کے لئے اس کی دوستی کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جس طرح ماضی میں ہامان کا معزز ہونا یا اس کی حکومت کا ہونا کسی کو نہ بچا سکا، آئندہ بھی نہیں بچا سکے گا۔ اگر قارون کی دولت اور مال ماضی میں اس کے کسی تعلق رکھنے والے یا خود اسے نہ بچا سکی تو اب بھی کسی کا مال اور دولت خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکے گی۔ قارون کی دولت نہ پہلے کسی کی بھوک مٹا سکی اور نہ اب مٹا سکتی ہے۔ نہ ہی فرعون کسی کے کام آ سکا کہ فرعون کی غلامی میں آنے سے ہامان اور قارون سے خود بخود بچت ہو جائے گی کہ وہ سب سے بڑا ہے۔ لیکن یہ بھی کام نہ آ سکا۔ پس یہ ساری پناہ گاہیں مکڑی کے جالوں سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

آج بھی دنیا دولتمندوں کی دولت کی طرف دیکھتی ہے۔ حسرت سے یہ کہا جاتا ہے کہ کاش ہمارے پاس بھی یہ ہوتا اور جس طرح یہ لوگ دولتمند ہیں، ہم بھی اس طرح دولتمند ہوتے۔ یا دولتمند شخص کی خوشامد کی جاتی ہے، دولتمند حکومتوں کی خوشامدیں کی جاتی ہیں۔ جو غریب حکومتیں ہوتی ہیں وہ ان سے امداد لینے اور ان کی حکومتوں کے سائے میں آنے کے لئے ان کی خوشامد کرتی ہیں کہ اس سے ہماری ملکی ترقی وابستہ ہے یا پھر یہ کہ اس سے ہماری بقا وابستہ ہے۔ اپنے قومی اور ملکی مفادات کو جو مفاد پرست لیڈر ہیں داؤ پر لگا دیتے ہیں اور یہ باتیں اب کئی ملکوں کے اندرونی راز ظاہر ہونے پر دنیا کے علم میں آ چکی ہیں۔ کئی ایسے مسلمان ملکوں کے سربراہ بھی اپنے ملکوں کو گروی رکھ چکے ہیں جن کو ضرورت تو نہیں تھی کیونکہ ان کے پاس اچھی بھلی دولت ہے لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ پر یقین کامل نہیں ہے اس لئے اپنی حکومتوں کے بقا کے سہارے ڈھونڈے جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ قارون کے زیر تصرف دولت اس کے کچھ کام آ سکی اور نہ ہی فرعون کی طاقت اس کے کسی کام آ سکی۔ جب خدا تعالیٰ کی تقدیر اپنا کام کرنا شروع کر دیتی ہے تو پھر کوئی اسے ٹالنے والا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں جو پرانے لوگوں کے یہ ذکر محفوظ کئے گئے ہیں، یہ ہمیں صرف تاریخ سے آگاہ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک مومن کے ایمان میں ترقی کے لئے ہیں اور اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینے کے لئے ہیں۔ مثلاً قارون کے ضمن میں اس کا قصہ بیان کرنے کے بعد اس کے انجام کے بارے میں خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ (القصص:82)۔ پس ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پس اس کا کوئی گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلے پر اس کی مدد کرتا اور وہ کسی تدبیر سے بچ نہ سکا۔ پس خدا تعالیٰ کے مقابلے پر نہ گروہ کسی کام آ سکا، نہ ان کی دولت کسی کام آ سکی اور نہ یہ کبھی آتی ہے۔ جن کی دولت کے سہارے ڈھونڈتے ہوئے بعض لوگ ان سے تعلقات استوار کرتے ہیں اور اس حد تک تعلقات استوار کئے جاتے ہیں، اس حد تک ان کو سہارا بنایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہی بھلا دیا جاتا ہے۔

گزشتہ سال دولتمند ملکوں کو بلکہ ساری دنیا کو ہی اللہ تعالیٰ نے معاشی بحران کی شکل میں جو ایک ہلکا سا جھٹکا دیا ہے جسے Credit Crunch کہتے ہیں، یہ ٹرم مشہور ہے۔ اس حالت سے ابھی تک نہ یہ کہ دنیا باہر آئی ہے بلکہ آج تک اس کے اثرات ظاہر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہنے کو تو کہا جا رہا ہے کہ معیشت میں استحکام پیدا ہونے کی طرف قدم اٹھنے شروع ہو گئے ہیں۔ لیکن آج تک ملازمتوں میں کمی اور فراغتوں کا سلسلہ چل رہا ہے۔ روزانہ کوئی نہ کوئی کمپنی اپنے ملازمین کو فارغ کر رہی ہے۔ سرمایہ کاری کرتے ہوئے ابھی تک خوف کے سائے منڈلا رہے ہیں۔ اسی طرح طاقت کا سہارا ہے۔ سمجھتے ہیں کہ ہم فرعون کی طاقت کے زیر اثر ہیں۔ اپنی پناہ گاہ تلاش کی ہوئی ہے اس سے بچ سکتے ہیں۔

صداقت کے حوالے سے قرآن کریم نے فرعون کی مثال دی ہے۔ وہ تو خدائی کا دعویٰ کرنے والا تھا۔ خدائی کی بڑ مارنے والا تھا لیکن جب اس کے بھی انجام کا وقت آیا تو اس کی حکومت تو ایک طرف رہی وہ بڑ بھی اس کو نہ بچا سکی۔ کہاں تو اس کا یہ اعلان اور دعویٰ تھا کہ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى۔

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ (القصص:39) یعنی پس مجھے ایک محل بنادے تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں تو سہی اور میں یقیناً یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا تو پھر بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لانے پر بھی تیار ہو گیا۔ جس کا قرآن کریم میں یوں ذکر ملتا ہے کہ حَتّٰیٓ اِذَآ اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓ اِسْرَآءِ یْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (یونس: 91) کہ جب غرق ہونے کی آفت نے پکڑا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں اس پر جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں سچی فرمانبرداری کرنے والوں میں سے ہوں۔ پس کہاں تو یہ بڑ کہ مَیں اونچے محل پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کا پتہ تو کروں اور کہاں یہ تذلّل کہ موت کو سامنے دیکھ کر ڈوبتے وقت یہ اعلان کہ میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ وہ قوم جو فرعون کی نظر میں حقیر قوم تھی اور معمولی مزدوروں کے کام کرتی تھی ان کے خدا کا حوالہ دے رہا ہے۔ موسیٰ کے خدا کی بات کرتا تو حضرت موسیٰؑ اس کے گھر میں پلے بڑھے تھے اور اس لحاظ سے معزز سمجھے جاتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس وقت اس سے ایسے الفاظ کہلوائے جو اس کی نہایت ذلت اور عاجزی کی حالت کا اظہار کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سہاروں کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آج بھی دنیاوی سہاروں کی یہی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ لیکن دنیا داروں کو پھر بھی سمجھ نہیں آتی۔ بادشاہتیں تو علیحدہ رہیں کسی کو اگر کسی عام ممبر پارلیمنٹ کے رشتہ دار سے بھی تعلق پیدا ہو جائے تو وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے اور خاص طور پر جو غریب ملک ہیں، جو ترقی پذیر ملک کہلاتے ہیں، ترقی پذیری تو ابھی تک ان میں نہیں آئی لیکن بہر حال کہلاتے ہیں۔ ان ملکوں کی یہ عام بیماری ہے اور پاکستان میں تو اس کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ اس تعلق کی بنا پر جو ان کا بعض افسروں سے ہوتا ہے۔ ان پر انتظامیہ سے بھی ظلم کروائے جاتے ہیں۔ لیکن ظلم کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اصل حکومت خدا تعالیٰ کی ہے اور جب خدا تعالیٰ کی تقدیر اپنے فیصلے کرنے شروع کرتی ہے تو پھر بڑے بڑے فرعونوں کو بھی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پس صرف خدا کا نام لینے سے خدا کا خوف اور ایمان دل میں قائم نہیں ہو جاتا۔ خدا کا خوف رکھنے والا وہی کہلاتا ہے جو طاقت ہوتے ہوئے بھی خدا کا خوف رکھے اور انصاف کے تمام تقاضے پورے کرے۔ ورنہ یہ سب منہ کی باتیں ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کا خوف ہے۔ بعض لوگ جو خدا کا نام لے کر پھر مظالم کی انتہا کرتے ہیں انہیں تو خدا تعالیٰ کی طاقتوں پر ایمان ہی نہیں ہوتا۔ صرف رسماً معاشرے کے اثر کی وجہ سے خدا کا نام لیتے ہیں۔ ایسے لوگ ان گھروں میں رہنے والے ہیں جو عنکبوت کا گھر ہے جو مکڑی کا جالا ہے، جس کو ہوا کا ایک جھونکا بھی اڑا کر لے جاتا ہے۔ ان لوگوں کو اصل یقین اپنی دولت، اپنے تعلقات، اپنی طاقت، اپنی پارٹی، اپنے جتھے، بڑی حکومتوں سے اپنے تعلقات پر ہوتا ہے اور نہیں جانتے کہ بڑی طاقتیں بھی اپنے مفاد پورے ہونے پر طوطا چشمی کا مظاہرہ کرتی ہیں اور وفا کرنے والی صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

پس مسلمانوں کو خاص طور پر بار بار اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی ڈھال بناؤ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ قائم رہنے والی اور سب طاقتوں کی مالک صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے اسے ہی اپنے بچاؤ کا ذریعہ سمجھو۔ اسباب سے کام لینا، تعلقات قائم کرنا، تعلقات سے فائدہ اٹھانا بے شک جائز بھی ہے، ضروری بھی ہے۔ اسباب بھی خدا تعالیٰ کے مہیا کردہ ہی ہیں اور آپس کے معاشرتی تعلقات قائم کرنا، نبھانا، مدد لینا اور مدد دینا اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگیاں گزارنے اور معاشرے کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ مگر یہ خیال ایک مومن کو کبھی نہیں آتا، نہ آنا چاہئے کہ اسباب اور تعلقات ہی سب کچھ ہیں۔ اصل سہارا تو خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔ اگر خدا تعالیٰ کا سہارا نہ ہو اس کی مدد نہ ہو تو ظاہری اسباب اور تعلقات رتی بھر فائدہ نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں ہی مومن کو اس کے مقام اور طریق کار کے حصول کے لئے ایک دعا سکھادی فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5) کہ ہم عبادت بھی خدا تعالیٰ کی کرتے ہیں اور کرنا چاہتے ہیں اور مدد بھی اسی سے مانگتے ہیں کہ عبادت کی توفیق بھی وہی دے اور ہماری احتیاجیں بھی وہی پوری کرے۔ اور اس دعا کی اتنی اہمیت ہے کہ پانچ نمازوں کے فرائض اور سنتوں میں اسے پڑھنا لازمی قرار دیا گیا ہے بلکہ نوافل میں بھی اسے پڑھنا لازمی قرار دیا گیا ہے تا کہ ہر وقت یہ خیال رہے کہ عبادت بھی سچے دل سے خدا تعالیٰ کی ہی کرنی ہے اور مدد بھی سچے دل سے خدا تعالیٰ سے ہی مانگنی ہے۔ ہر ضرورت پر، ہر خواہش پر، ہر کوشش کی تکمیل کے لئے پہلی نظر خدا تعالیٰ پر پڑنی چاہئے اور پھر اسباب کے ساتھ ساتھ اس اصول کو بھی پکڑے رکھنا چاہئے کہ دینے والا تو خدا تعالیٰ ہے۔ ان کوششوں میں، ان تعلقات میں برکت ڈالنی ہے تو خدا تعالیٰ نے ڈالنی ہے۔ اگر کوئی اس اصول سے منہ پھیرتا ہے تو پھر وہ کامیابی کے اس دروازے کو اپنے اوپر بند کرتا ہے جو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور اس طرح سوائے اپنی ہلاکت کے سامان کے اور کچھ نہیں کر رہا ہوتا۔ آخر کار پھر مادی اور روحانی زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔

ایک مومن کے لئے روحانیت اور تقویٰ انتہائی اہم چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کے گھر کی مثال دے کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ منہ سے مذہب کا اقرار کر لینا کافی نہیں ہے۔ مذہب کا لیبل لگا لینا اور اس کا لبادہ اوڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ اس سے انسان اپنی نجات کے سامان نہیں کر لیتا۔ بلکہ نجات اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہے۔ اس روح کو پیدا کرنے سے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مذہب بھیجا ہے۔ اور مذہب کا بنیادی سبق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے اور جب یہی مقصد ہے تو ایک دیانتدار انسان کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کی تلاش کرے۔ قرآن کریم میں تو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے مومن کو حکم فرمایا ہے کہ میری طرف قدم بڑھاؤ۔ ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرو جو خدا تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے لازمی قرار دی ہیں۔ اسی لئے انبیاء آتے ہیں اور یہی کام خدا تعالیٰ کے مقربین اور اولیاء، انبیاء کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے کرتے ہیں۔ یہی مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا بھی تھا اور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حِلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں“۔ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ ......سو مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو“۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13، حاشیہ صفحہ 293-291)

پس باوجود اس کے کہ قرآن کریم کی تعلیم اپنی اصلی حالت میں آج تک قائم ہے اور موجود ہے لیکن دلوں سے اس کا اثر غائب ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ ایسے وقت میں جب دنیا خدا تعالیٰ کو بھول جاتی ہے۔ اور وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا پر انحصار کرنا شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے تا کہ وہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دنیا میں قائم کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے پرانی قوموں کے قصے اس لئے بیان فرمائے کہ ان کو دیکھ کر ہوشیار رہو اور اپنے مقصد پیدائش کو نہ بھولو۔ اور مقصد پیدائش صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور دوسرے یہ پیشگوئی کا رنگ بھی رکھتی ہے۔ یہ واقعات جو بیان کئے گئے ہیں یہ پیشگوئی کا رنگ رکھنے والے واقعات ہیں کہ آئندہ بھی یہ حالت ہو سکتی ہے۔ چاہے وہ مسلمانوں کی جماعت ہی ہو اور آج دنیا کی حالت بتا رہی ہے کہ یہ سو فیصد سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھول کر غیر مسلم تو علیحدہ رہے، مسلمانوں کا انحصار بھی اور توجہ بھی، کوشش بھی اور لگن بھی، دنیاوی چیزوں کے حصول میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اس مقصد کے لئے ہوئی کہ اس قرآنی تعلیم کو دنیا پر لاگو کریں جو آج سے تقریباً 15 سو سال پہلے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ قائم ہوئی تھی۔ جس میں بندے اور خدا کا ایسا تعلق پیدا کیا گیا تھا کہ عبادات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے معاشرتی حقوق بھی اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ادا کئے جاتے تھے۔ مومن ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کے لئے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکے اپنے نصف وسائل دوسرے مسلمان کو دینے کے لئے تیار ہوتے تھے کہ اس کو ضرورت ہے۔ اس لئے کہ اس وجہ سے میں خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ پھر مجھے ہر مشکل اور کڑے وقت میں بچانے والا ہو گا اور اس قربت کی وجہ سے وہ کیا حسین معاشرہ تھا جو آنحضرت ﷺ نے قائم فرمایا۔ جو آپ کی قوت قدسی کی وجہ سے قائم تھا جس میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کو ہی ڈھال بنایا جاتا تھا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ان کا مقصود ہوتا تھا۔ جہاں ایک مومن صحابی اپنی چیز کی ایک قیمت مقرر کرتا ہے تو دوسرا مومن کہتا ہے کہ نہیں آپ نے اس کی یہ قیمت کم مقرر کی ہے۔ شہر میں تو آجکل اس سے بہت زیادہ قیمت ہے۔ بیچنے والا کہتا ہے کہ میں اسے کیونکہ گاؤں سے لایا ہوں وہاں یہی قیمت ہے میں تو اسے اسی قیمت پر بیچوں گا۔ میں زائد قیمت لے کر اللہ تعالیٰ کے دروازوں کو اپنے پر بند نہیں کرنا چاہتا۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں تمہیں کم قیمت دے کر اپنے پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازوں کو بند نہیں کرنا چاہتا۔ ان میں جو بات چل رہی ہے تکرار اور بحث کی شکل اختیار کر لیتی ہے، کوئی بھی ان میں ماننے کو تیار نہیں ہوتا، نہ لینے والا نہ دینے والا کہ میں کیوں عارضی منافع کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصار سے باہر نکلوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے سے دور کروں۔ پس یہ معاشرہ ہے جو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور اب احمدیوں کو بھی یہ

جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ اس معاشرے کے قیام کے لئے کیا ہم کوئی کردار ادا کر رہے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کو ولی بنانے کی خواہش رکھتے ہیں یا دنیا کے مال و دولت کو یا تعلقات اور جاہ وحشمت کو اپنا ولی بنا رہے ہیں؟ جب تک ہمارا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر نہ ہو اور غیر اللہ سے مکمل تعلق نہ ٹوٹے۔ اس پر بھروسے اور امیدیں نہ ختم ہوں ہم حقیقی مومن نہیں کہلا سکتے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو مکمل طور پر اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو پھر ہم ایسے گھر میں پناہ ڈھونڈ رہے ہیں جو عنکبوت کا گھر ہے۔ بے شک ہم کہنے کو تو ایمان لانے والوں میں شامل ہیں لیکن ہمارا عمل خدا تعالیٰ کو ڈھال نہیں سمجھ رہا۔ پس ہمارا خدا تعالیٰ کو ڈھال بنانا اس وقت حقیقی رنگ اختیار کرے گا جب ہمارا ہر قول و فعل، ہمارا اٹھنا بیٹھنا، ہمارا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوگا۔ ہمارا اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق قائم ہوگا۔ ہماری تمام محبتوں پر خدا تعالیٰ کی محبت حاوی ہوگی۔ ہم صرف ولیوں اور پیروں کے قصے سننے والے اور پڑھنے والے نہیں ہوں گے بلکہ اپنی روحانیت کو اس بلندی تک لے جانے والے ہوں گے جہاں ہمارا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق پیدا ہو۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''ولی بنو۔ ولی پرست نہ بنو''۔

تمہارا تعلق خدا تعالیٰ کے پیاروں سے صرف اس لئے نہ ہو کہ ان سے دعائیں کروانی ہیں یا پھر کسی کو ولی سمجھ کر اس کے پیچھے پڑ جاؤ کہ اسی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور پھر یہ اس حد تک بدعت اختیار کر لے کہ آپ تو دعاؤں کے قریب بھی نہ جاؤ، نمازیں بھی ادا نہ کرو اور کہہ دو کہ ہم نے فلاں بزرگ سے تعلق پیدا کر لیا ہے اور یہ کافی ہے۔ کسی کی بزرگی کی حالت کو تو خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ ایسے بزرگ جو اپنے آپ کو خدا کا قریبی سمجھ کر صرف یہ کہتا ہے یا کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے میں دعا کروں گا اور تمہارا کام ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی تلقین نہیں کرتے ان میں بھی ایک قسم کا تکبر پایا جاتا ہے۔ جو بھی تعویذ گنڈہ کرنے والے غیروں میں ہیں، مسلمانوں میں تو یہ بہت زیادہ رواج ہے، وہ سب بدعتیں پیدا کرنے والے ہیں۔ پس بجائے کسی کا محتاج ہونے کے ایک مومن کا کام ہے کہ خود خدا تعالیٰ سے ایسے رنگ میں تعلق پیدا کرے کہ خدا کا ولی بن جائے۔ نہ لوگوں کے پاس یا کسی شخص کے پاس اس نیت سے دعا کروانے جائے کہ صرف اسی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ نہ ہی اپنے اندر چند دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے یہ تکبر پیدا کرے کہ میرا خدا تعالیٰ سے بڑا تعلق قائم ہو گیا ہے۔ حقیقی ولی وہی ہے جس میں عاجزی اور انکسار ہے اور جماعت احمدیہ میں ہر فرد کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس میں حقیقی ولی وہی ہے جس کا خلافت کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔

جماعت میں بہت بڑے بڑے دعائیں کرنے والے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی تو خود نوشت کتاب بھی ہے انہوں نے اپنے واقعات بیان کئے ہیں۔ ان کے قبولیت دعا کے بے شمار واقعات ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق تھا لیکن انہوں نے دعا کروانے والے کو ہمیشہ یہی کہا ہے کہ خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق مضبوط کرو اور دعا کے لئے کہو اور خود بھی دعا کرو۔ یہ حقیقی ولایت ہے جو عاجزی میں بڑھاتی ہے اور ایسے ولی بننے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت فرمائی ہے کہ تمہارا حقیقی سہارا ہر وقت خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ یہ نہیں کہ جب کسی پریشانی کا وقت آئے تو پیروں اور فقیروں کے درباروں پر حاضریاں لگانی شروع کر دیں جس کا غیروں میں بہت رواج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ جماعت کو اس بدعت سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ دعا کے لئے کہنا منع نہیں ہے۔ مومنوں کو ایک دوسروں کے لئے دعائیں کرنی بھی چاہئیں اور کہنا بھی چاہئے لیکن اس کے ساتھ خود بھی دعاؤں کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ کسی مشکل میں نہیں بلکہ عام حالت میں خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق ہو جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا حق ادا کرنے والا ہو اور جب یہ حالت ہوگی تو تبھی کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے ادھر ادھر پناہیں ڈھونڈنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔

اس بات کو مزید کھولنے کے لئے کہ کیوں خدا تعالیٰ کی پناہ تلاش کی جائے اور باقی ہر وسیلے کو خدا تعالیٰ کے مقابلے پر لاشئی محض سمجھا جائے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ قُلْ اَغَیْرَاللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (الانعام:15) تو کہہ دے کہ کیا اللہ کے سوا میں کوئی دوست پکڑ لوں جو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کا آغاز کرنے والا ہے اور وہ سب کو کھلاتا ہے جبکہ اسے کھلایا نہیں جاتا۔ تو کہہ دے کہ یقیناً مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر ایک سے جس نے فرمانبرداری کی اول رہوں اور تو ہرگز مشرکین میں سے نہ بن۔ پس زمین و آسمان کا مالک تو وہ خدا ہے۔ یہ کتنی بڑی بے وقوفی ہے کہ جو مالک ہے اس کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی مخلوق کو مدد کے لئے پکارا جائے، اس مخلوق کے سہارے ڈھونڈے جائیں۔

خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کا آغاز کیا۔ اس نے سب کچھ پیدا فرمایا۔ اس کو بنانے والا وہ ہے۔ اس میں ہر موجود چیز خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔ پس جو پیدا کرنے والا اور اصل مالک ہے اس کو چھوڑ کر غیر اللہ کی جھولی میں گرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ پھر مزید اس دلیل کو مضبوط کیا کہ اس نے پیدا کر کے آغاز کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ غذا جو ہماری بقا کے لئے ضروری ہے اس کا انتظام بھی اس خدا نے کیا ہے۔ پس جب زندگی کی بقا کے سامان خدا نے کئے ہیں تو کسی دوسرے کی دولت، حکومت، اثر ورسوخ دیکھ کر اس پر گرنا یقیناً جہالت ہے۔ جس کے دروازوں پر انسان گرتا ہے وہ تو خود مخلوق ہونے کے ناطے خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں اور جو خود کسی کا محتاج ہوا اور کسی سے لے رہا ہو اور اس کو دینے والے سے مانگنے کی بجائے لینے والے سے مانگنا یہ تو پرلے درجے کی حماقت ہے۔ جبکہ جن دنیاداروں کے در پر تم گر رہے ہو ان کو دینے والا خود تمہیں کہہ رہا ہے کہ میرے پاس آؤ مَیں تمہاری حاجات پوری کروں گا۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں کھلاتا۔ ایک تو یہ کہ مالک کل ہے۔ اس کو اس کی مخلوق نے کیا دینا ہے۔ دوسرے اصل مطلب یہ ہے کہ اس کو کھانے کی احتیاج ہی نہیں ہے۔ اس کی بقا تمہاری طرح مادی وسائل سے نہیں ہے۔ اس کو کسی خوراک اور لباس کی یا دوسری اشیاء کی ضرورت نہیں ہے۔ پس یہ مادی ضرورتیں انسان کی ہیں خدا تعالیٰ کی نہیں اور جس کی یہ ضرورتیں نہیں اور جو تمام وسائل کا منبع اور مہیا کرنے والا ہے اس کو چھوڑ کر ایک مومن کس طرح دوسرے کے در کو پکڑ سکتا ہے۔

پس اس خدا کی پناہ میں آنا ہر مومن کی زندگی کا مقصود ہونا چاہئے۔ ہر مومن کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس خدا کی عبادت کرنا میرا مطمح نظر ہو۔ اس خدا کے آگے اپنی ضروریات رکھنا یہی ایک مومن اور ایک انسان کی عقلمندی کا تقاضا ہے۔ پس اس خدا کی کامل فرمانبرداری کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اور جو ایسے لوگ ہیں یہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہوتے ہیں اور پھر ان سے بڑھ کر انبیاء کا درجہ ہے جو یقیناً اولیاء بھی ہیں۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد اس پر قائم رہنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے۔ فرماتا ہے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف:102) کہ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تُو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔ مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زمرہ میں شامل کر۔

خدا تعالیٰ کے ولیوں کو نہ ہی کشائش اور نہ ہی بُرے حالات خدا تعالیٰ کو بھلانے کا باعث بنتے ہیں۔ انہیں ہر حالت میں خدا یاد رہتا ہے اور وہ اس پر قائم رہنے کے لئے کہ ہر آن خدا تعالیٰ سے ہی حاصل کرنا ہے یہ دعا بھی مانگتے ہیں جو بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ حضرت یوسفؑ کی دعا تھی جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ اور اس دعا کا بیان اس لئے ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ سے تعلق اور روحانی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ سے قرب بڑھانے کے لئے یہ دعا کیا کریں دنیاوی کامیابیاں ہمیں خدا تعالیٰ کی ذات سے دور نہ لے جائیں اور ابتلاء اور مشکلات ہمیں خدا تعالیٰ کی ذات سے بدظن نہ کر دیں۔ بلکہ یہ دعا ہو کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہر حالت میں فرمانبرداری کرتے ہوئے وفات دے۔ ہمارا شمار ہمیشہ ان میں ہو جو صالحین اور خدا تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا کا طریق بھی ہمیں سمجھا دیا کہ یہ دعا کس طرح کرنی ہے۔ ولی بننے کے لئے کس طرح کوشش کرنی ہے۔ کس حالت میں تم خدا تعالیٰ کے قریب ہوتے ہو کہ جب خدا تعالیٰ تمہاری دعائیں سنتا ہے اور تمہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے اس بارہ میں سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ جو دنیوی زندگی کے سامان ہیں جو دنیاداروں کو دیئے گئے ہیں انہیں دیکھ کر تمہارے اندر بھی دنیاوی لالچ پیدا نہ ہو جائے بلکہ یہ عارضی رزق ہے۔ تم اپنے رب کے اس رزق کی تلاش کرو جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی بننے کی کوشش کرو۔ دنیاوی لالچ کی وجہ سے نہ دنیاداروں سے دوستی کرو، نہ ہی اس دولت کی طرف اتنے مائل ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ تمہیں بھول جائے۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو دنیاوی دولت تمہیں آج نظر آ رہی ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔ آجکل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دنیاوی دولت کا لالچ ہی ہے جس نے دنیا کے دو بلاک بنائے تھے۔ پھر ان میں کوششیں ہوئیں تو کمی لانے کی کوشش کی گئی۔ روس کی سٹیٹس بنیں اور ٹوٹا۔ اب پھر وہی سوچیں ابھرنے لگ گئی ہیں۔ بلاک بننے شروع ہو رہے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہیں۔ پاکستان افغانستان وغیرہ پر بھی جو بڑی طاقتوں کی امن قائم کرنے کی مہربانی ہے یہ ان کی کسی ہمدردی کے لئے نہیں ہے بلکہ اپنی طاقت قائم رکھنے اور ہمسایہ ممالک کے وسائل کو استعمال کرنے کے لئے ہے اور آخر میں دنیا دیکھے گی کہ نتیجہ یہی نکلے گا۔

پس آجکل جو حالات ہیں، دنیا کی طاقتوں کی جو چھیڑ چھاڑ شروع ہے اس کا بھی انجام بڑا بھیانک نظر آ رہا ہے۔ اس کے لئے بھی احمدیوں کو بہت دعا کرنی چاہئے۔

مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ تم ان کی دولتوں اور ان موجودہ حالتوں کو نہ دیکھو۔ تمہاری کامیابی خدا تعالیٰ سے تعلق میں ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ فرمایا وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا۔ نَحْنُ نَرْزُقُكَ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (سورة طه :133) اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔ ہم تجھ سے کسی قسم کا رزق طلب نہیں کرتے۔ ہم ہی تو تجھے رزق عطا کرتے ہیں اور نیک انجام تقویٰ ہی کا ہوتا ہے۔ اپنی روحانی حالت بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے خود بھی نمازوں کی طرف توجہ دو اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی تلقین کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جیسا کہ رزق کا پہلے بھی ذکر آ چکا ہے یہاں بھی یہی بیان ہے کہ اصل رزق تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ مومن جب عبادت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کو خدا تعالیٰ جہاں مادی رزق دیتا ہے وہاں وہ روحانی رزق میں بھی ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے بڑھتا ہے۔ اس میں قناعت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی نظر دوسروں کی دولت پر پڑنے کی بجائے ہر آن خدا تعالیٰ پر پڑتی ہے اور جب یہ صورت ہوگی تو تقویٰ میں ترقی ہوگی اور متقی کا اللہ تعالیٰ خود ہر معاملے میں کفیل ہو جاتا ہے۔ اسے ایسی ایسی جگہوں سے دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ یہ بھی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ متقی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتے ہیں۔ دوسروں کی دولت اور طاقت کی انہیں رتی بھر پروا نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنے سے خاص تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آنحضرت ﷺ نے ایک دعا بھی سکھائی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ یہ روایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے کہ میں ان کو وتر میں پڑھا کروں۔ کلمات یہ ہیں کہ اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل کر کے ہدایت دے جنہیں تو نے ہدایت دی ہے۔ اور مجھے ان لوگوں میں شامل کر کے عافیت دے جنہیں تو نے عافیت دی ہے۔ اور ان لوگوں میں شامل کر کے میرا متکفل بن جا جن کی تو نے خود کفالت کی ہے۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں میرے لئے برکت رکھ دے۔ اور جو شر تو نے مقدر کر رکھا ہے اس سے مجھے بچا۔ یقیناً تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا تو دوست بن جائے وہ کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب تو بڑی برکتوں والا اور بڑی شان والا ہے۔ یہ حدیث سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔ پس یہ دعا ہمیشہ ہمیں مانگتے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم۔ صفحہ 503-504)

پھر فرمایا: ”خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو“۔

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم۔ صفحہ 503-504)

اللہ کرے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ کی ذات میں ہر آن پناہ ڈھونڈنے والے ہوں۔ دنیاوی لالچوں سے دور ہوں` دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کرنے میں اول درجے میں شمار ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو دعائیں ہیں ان سب کے وارث بنیں اور اللہ تعالیٰ کے ولی بننے کی طرف ہر آن ہمارے قدم بڑھتے چلے جائیں۔

یہاں مَیں آج ایک وضاحت بھی کر دوں۔ پہلے تو ایک آدھ خط مجھے آتے تھے، اب ایسے خطوں کی کثرت ہو گئی ہے۔ بعض لوگوں نے لکھنا شروع کر دیا ہے، میرے حوالے سے یہ مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہاں یورپ میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی حکومتوں کی طرف سے جو سوائن فلو کا ٹیکہ پریوینٹو (Preventive) لگایا جا رہا ہے، وہ نہ لگوائیں کہ مَیں نے اس سے روکا ہے۔ مَیں نے قطعاً کوئی ایسی بات نہیں کی۔ جہاں جہاں لگایا جا رہا ہے اور جن جن لوگوں کو، بچوں یا بوڑھوں کو حکومت نے کہا کہ لگوائیں، تو وہ بالکل لگوائیں۔ کسی نے روکا نہیں ہے۔ پتہ نہیں میری کس بات سے اخذ کر لیا گیا ہے یا ویسے ہی ہوائی اڑا دی ہے۔ افواہوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

اعلانات نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31/ اکتوبر 2009ء بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ ہاجرہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم محمد فضل حق صاحب آف یوکے کا نکاح مکرم عثمان جعفری صاحب ابن مکرم سید شاہد حامد صاحب آف آسٹریلیا کے ساتھ مبلغ بیس ہزار آسٹریلین ڈالر زحق مہر پر طے پایا۔ اس نکاح میں دولہن کی طرف سے بطور ولی خود حضور انور ایدہ اللہ نے منظوری کا اعلان فرمایا جبکہ دولہا کی طرف سے مکرم مرزا سفیر احمد صاحب نے بطور وکیل ایجاب وقبول کیا۔

(2) دوسرا نکاح مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب (مبلغ سلسلہ کیلیفورنیا۔ امریکہ) کا مکرم عطاء المومن بھٹی صاحب ابن مکرم نوید احمد بھٹی صاحب (ہیرس برگ۔ امریکہ) کے ساتھ مبلغ دس ہزار یو ایس ڈالر زحق مہر پر طے پایا۔

اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ مسنونہ کے علاوہ خطبہ نکاح میں ہر دو نکاحوں کے فریقین کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ مکرمہ ہاجرہ نصرت جہاں صاحبہ، مکرمہ صاحبزادی امتہ الجمیل بیگم صاحبہ کی نواسی ہیں۔ اور مکرم عثمان جعفری صاحب مکرم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کے نواسے ہیں اور مکرم شاہد حامد صاحب کے بیٹے ہیں جو حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کے بیٹے تھے۔ حضور نے بتایا کہ محمد فضل حق صاحب مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب کے بیٹے ہیں جو آسٹریلیا میں لمبا عرصہ امیر جماعت رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ عزیزہ نصرت جہاں، حضرت مصلح موعودؓ کی نواسی کی بیٹی ہیں اور ان کے دادا بھی نیک تھے اور جماعتی خدمات کرتے رہے۔ اسی طرح عثمان جعفری صاحب کا ننہال حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار صاحب کے خاندان سے ہے اور ددھیال بھی پرانے بزرگوں میں سے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مکرمہ سیدہ صبیحہ بشریٰ صاحبہ کے متعلق بتایا کہ ان کے والد سید شمشاد احمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغ سلسلہ ہیں۔ گھانا میں بھی رہے ہیں اور جب مَیں گھانا میں تھا اس وقت بطور مبلغ رہے اور اچھے مبلغین میں سے تھے اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان کے خاندان میں احمدیت 1932ء میں ان کے دادا سید امیر شاہ صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔ ان کی شرقپور رجولی ضلع انبالہ میں کوئی گدّی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے دادا کو وہاں سے نکلنا پڑا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ احمدیت کی برکت ہے کہ آگے ان کی نسلیں پڑھی لکھی بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور نوید بھٹی صاحب کا تعلق اس بھٹی فیملی سے ہے جو ایسٹ افریقہ سے آئی تھی۔ یہاں بھی ان کی عزیز ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے بعد یہ گدّیاں تو ختم ہو چکی ہیں۔ کوئی پیری مریدی نہیں رہی۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو آ کر اپنے ماننے والوں کو یہ کہا ہے کہ ’تم ولی بنو ولی پرست نہ بنو۔ اور پیر بنو پیر پرست نہ بنو‘۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر احمدی کو ان روایتی پیروں کے پیچھے چلنے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق جوڑنا چاہئے جو ایک خاص تعلق ہو اور جو تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والا ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے آج کل کے پیروں کے حالات کی ایک مثال دیتے ہوئے بتایا کہ ملتان میں ہماری جماعت کے بعض شہداء کے جو قاتل پکڑے گئے ان میں ایک قاتل کے بارہ میں علم ہوا کہ اس علاقہ کے ایک بڑے پیر نے اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے ماننے والوں سے احمدیوں کے قتل اور ملک میں فساد پھیلانے جیسے کام لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبۂ نکاح میں نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ نکاح ایک ایسا بندھن ہے جو لڑکے اور لڑکی کے درمیان اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر اس وعدہ سے کیا جاتا ہے کہ ہم ہمیشہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس رشتے کو نبھانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل مغرب کا، West کا اثر ہے یا تعلیم کا اثر ہے کہ برداشت کا مادہ نہ ہونے کی وجہ سے بڑی جلدی ان رشتوں میں دراڑیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں تقویٰ پر چلنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پس اس بات کو دونوں طرف کے رشتہ داروں کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ رشتہ ایک بہت اہم اور مقدس جوڑ ہے اور لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی اور لڑکے لڑکی کے خاندانوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے اور ذرا ذرا سی بات پر رشتے توڑنے اور لڑائیاں شروع کرنے سے گریز کرنے اور بدمزگیاں پیدا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

خطبہ نکاح کے آخر پر ایجاب وقبول کے بعد حضور انور نے ان نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

انڈونیشین (Indonesian) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم عبدالباسط صاحب شاہد امیر و مبلغ انچارج انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ:

انڈونیشین زبان میں ترجمہ قرآن مجید کے کام کا آغاز 1960ء میں ہوا۔ اس وقت مکرم مولانا محمد صادق صاحب مبلغ انچارج اور مکرم Moertolo صاحب، صدر جماعت احمدیہ انڈونیشیا تھے۔

مکرم مولانا ملک عزیز احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر صغیر کو سامنے رکھ کر پہلے دس پاروں کا ترجمہ 1960ء میں مکمل کیا۔ بعدازاں اس پر نظرثانی کا کام ایک ٹیم نے کیا جس کے ممبران حسب ذیل تھے۔ مکرم سید شاہ محمد صاحب (چیئرمین کمیٹی)، مکرم مولانا ابوبکر ایوب صاحب فاضل، مکرم مولانا عبدالواحد صاحب فاضل اور مکرم مولانا آر۔ احمد انور صاحب۔

1963ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر انڈونیشیا تشریف لائے تو مبلغین اور نیشنل مجلس عاملہ کے مشورہ کے ساتھ مترجمین کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ 1965ء میں اس کمیٹی نے جماعت کی طرف سے شائع کردہ انگریزی تفسیر القرآن کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلے دس پاروں کی تفسیر کا بھی ترجمہ کیا۔ اس کی نظرثانی اور ایڈیٹنگ کا کام مکرم مولانا میاں عبدالحئی صاحب کی نگرانی میں مکرم Sukri wi Barma صاحب اور مکرم آر۔ احمد انور صاحب نے کیا اور 1966ء میں یہ کام مکمل ہوا۔

1968ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب دوبارہ انڈونیشیا تشریف لائے تو مبلغین اور نیشنل مجلس عاملہ کے عہدیداران کے ساتھ میٹنگ (24/اکتوبر 1968ء) میں مشورہ کے ساتھ طے پایا کہ ترجمہ کے کام کو از سر نو شروع کیا جائے اور اس کے لئے جماعت کی طرف سے حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اے کی مرتبہ انگریزی زبان میں شائع شدہ One Volume Short Commentry کو بنیاد بنایا جائے۔ چنانچہ یہ کام مکرم مولانا میاں عبدالحئی صاحب کی سرکردگی میں ایک ٹیم کے سپرد کیا گیا۔ جس میں مولانا عبدالواحد صاحب فاضل، مکرم Sukri Barmawi صاحب اور مکرم آر۔ احمد انور صاحب شامل تھے۔ مکرم مولانا ابوبکر ایوب صاحب کی عدیم الفرصتی کی وجہ سے نظرثانی اور تصحیح وغیرہ کا سارا کام بھی اسی ٹیم کے سپرد ہوا۔

9/مارچ 1970ء کو پہلی بار پہلے دس پاروں کا ترجمہ و مختصر تفسیر انڈونیشین زبان میں جماعت کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کا پیش لفظ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے لکھا جس پر 6/دسمبر 1970ء کی تاریخ درج ہے۔ اس میں آیات قرآنیہ کا ترجمہ تو تفسیر صغیر (از حضرت مصلح موعودؓ) کے مطابق تھا جبکہ تفسیری نوٹ انگریزی شارٹ کمنٹری کو سامنے رکھ کر تیار کئے گئے تھے۔ پہلے دس پاروں کے ترجمہ و تفسیر پر مشتمل یہ پہلا ایڈیشن Percetakan Kita پریس پر طبع ہوا جس کے مالک ایک احمدی ہیں۔

قرآن مجید کے اگلے دس پاروں (11 تا 20) کے انڈونیشین ترجمہ و تفسیری نوٹس پر مشتمل ایڈیشن یکم جولائی 1979ء کو Pt.Gasha Palangi Garfika پریس میں طبع ہوا۔ اس ایڈیشن کی تیاری میں ترجمہ کا کام مکرم Sukri Barmawi صاحب اور مکرم آر۔ احمد انور صاحب نے کیا۔

آخری دس پاروں کے ترجمہ و تفسیر پر مشتمل ایڈیشن کی تیاری کی سعادت بھی انہی احباب کو حاصل ہوئی۔ اور یہ ایڈیشن یکم جنوری 1983ء کو Yayasan Wisma Dami پریس پر طبع ہوا۔

اس کے بعد مکمل قرآن مجید کے انڈونیشین ترجمہ و تفسیر پر مشتمل ایڈیشن 1999ء میں تین جلدوں میں شائع ہوا۔ ہر جلد دس پاروں پر مشتمل تھی۔

اگرچہ انڈونیشین زبان میں ہمارے ترجمہ قرآن کریم سے پہلے بھی بعض تراجم شائع ہو چکے تھے لیکن خداتعالیٰ کے فضل سے ترجمہ کے معیار اور آیات قرآنیہ کی حقیقی تفسیر کے علاوہ ہمارے ترجمہ قرآن کریم میں Cross Referencse اور انڈیکس مضامین بھی دئے گئے تھے جس وجہ سے عام قارئین قرآن کریم سے زیادہ بہتر طور پر استفادہ کرسکتے ہیں۔ یہ خصوصیات صرف ہمارے ترجمہ قرآن کریم کو حاصل ہیں۔

قارئین کے لئے یہ بات بھی دلچسپی کا موجب ہوگی کہ حکومتی محکمہ انڈونیشین ریلیجیس آفیئرز نے 1973ء میں جو ترجمہ قرآن کریم شائع کیا۔ اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مصنفہ دیباچہ تفسیر القرآن سے قریباً بارہ صفحات پر مشتمل مضمون بھی شائع کیا گیا۔ چنانچہ روزنامہ اخبار Indonesian Raya نے 19/دسمبر 1973ء کے ایشو میں اور ہفتہ وار اخبار Tempo نے 12/جنوری 1974ء میں اس امر کا کھل کر اظہار کیا۔ چنانچہ ہفتہ وار اخبار Tempo، 12/جنوری 1974ء Tafsir Quran "Jiplk-Menjiplak" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ ”اب یہ بات ہر خاص و عام کو معلوم ہوچکی ہے کہ ریلیجیس آفیئرز کی طرف سے قرآن مجید کا جو ترجمہ شائع ہوا ہے اس میں مرزا بشیرالدین محمود احمد (جو مرزا غلام احمدؑ کے دوسرے خلیفہ ہیں) کی تحریرات بھی دیباچہ تفسیر القرآن کے نام سے شامل ہیں۔ اس بات کا اظہار روزنامہ Indonesian Raya نے 19/دسمبر 1973ء کے اخبار میں کیا تھا۔

لیکن ہزاروں انڈونیشین کے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ کئی سالوں سے مرزا بشیرالدین صاحب کی تحریرات یہاں پڑھی جارہی تھیں اور اس کے پڑھنے والے وہ ہیں جو جانتے ہیں کہ "Al Quran dan Terjemahnya" کے تعارف کا ایک حصّہ (جو کل 125 صفحات میں سے 12 صفحات پر مشتمل ہے) یا دوسرے باب کا ابتدائی حصّہ مکمل طور پر قادیان کے احمدی خلیفہ کے اقتباسات پر مشتمل ہے“۔

سنڈانیز (Sundanese) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

سنڈانیز لوگوں کی تعداد قریباً 30 ملین ہے۔ ان میں سے ایک بڑا حصّہ انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا (Java) پر آباد ہے۔ عام انڈونیشین کی طرح سنڈانیز لوگ بھی ایک سے زائد زبانیں بولتے ہیں۔ وہ اپنی زبان سنڈانیز کے علاوہ انڈونیشین بھی بولتے ہیں جو انڈونیشیا کی قومی زبان ہے۔

مکرم عبدالباسط صاحب شاہد امیر و مبلغ انچارج انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ:

سنڈانیز زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا آغاز 1980ء میں ہوا۔ آغاز میں مترجمین کی ٹیم کے تین ممبر تھے۔ مکرم آر احمد انور صاحب (چیئرمین کمیٹی) مکرم Sadkar صاحب (ممبر) اور مکرم عابدین صاحب (ممبر)۔ جماعت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کے پس منظر میں اس مقدس کام کا آغاز ہوا۔ لیکن چونکہ تینوں مترجمین ایک دوسرے سے بہت فاصلہ پر رہتے تھے اور ضعیف العمر بھی تھے اور ان کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ روزانہ اکٹھے بیٹھ کر کام کرسکیں۔ اس لئے سب نے اپنی اپنی جگہ رہ کر ترجمہ کا کام کیا اور پھر مرحوم Sadkar صاحب کے گھر گاروت (مغربی جاوا) میں اسے یکجا کیا گیا۔ مرحوم عابدین صاحب Tasik-malaya سے گاروت پہنچے جو قریباً 50 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے جبکہ مرحوم آر۔ احمد انور صاحب بانڈونگ سے گاروت آئے جو قریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ سفر کی دقتوں اور دیگر مجبوریوں کی وجہ سے اس ترجمہ کی تکمیل پر دس سال کا عرصہ لگ گیا۔ ترجمہ کے آخری مراحل بانڈونگ میں مکرم آر۔ احمد انور صاحب کے گھر پر مکمل ہوئے۔ لیکن اس کی نظرثانی اور ایڈیٹنگ کا مرحلہ باقی تھا۔ 1990ء کے آخر پر مکرم عابدین صاحب وفات پاگئے اور 1993ء میں مکرم Sadkar صاحب بھی عالم فانی کو سدھار گئے۔ اس کے بعد کافی عرصہ کام تعطل کا شکار رہا۔ 1994ء میں جماعت نے پھر ایک ٹیم تشکیل دی تا کہ ترجمہ شدہ مواد پر نظرثانی کرے۔ چنانچہ آر احمد انور صاحب کی سرکردگی میں پانچ افراد پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔ مکرم ڈاکٹر Ruhiyat صاحب کمیٹی کے وائس چیئرمین اور R.Ridhoan صاحب، مکرم احمد بکر صاحب اور مکرم حکمت Sadkar صاحب اس کے ممبر مقرر ہوئے۔ اس کمیٹی کی معاونت کے لئے ایک ٹیکنیکل ٹیم بھی بنائی گئی جس کے حسب ذیل ممبران تھے۔ مکرم Agus Jeni صاحب، مکرم Dodi Kurniwan صاحب، مکرم مبشر احمد صاحب، مکرم فرزند عبداللطیف صاحب اور مکرم Eka Santika صاحب۔ ٹیم کے ممبران مسجد مبارک (بانڈونگ) میں ہفتہ میں تین روز اکٹھے ہوکر کام کرتے۔ بعد میں مسجد مبارک میں تعمیراتی کام ہونے کی وجہ سے مسجد الناصر میں جمع ہوکر ترجمہ کی ریویژن وغیرہ کا کام کیا جاتا۔ بعض ممبران مرکزی مقام سے بہت دور رہتے تھے مثلاً احمد بکر صاحب Salang سے اور حکمت Sadkar صاحب گاروت سے اس مقصد کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ایک اور دقّت یہ تھی کہ اس زمانہ میں کمپیوٹر کافی مہنگا تھا اور ٹائپ و کمپوزنگ کا کام بہت سست رفتاری سے ہورہا تھا۔

اس ٹیم کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے خصوصی ہدایات تھیں کہ ترجمہ کے لئے حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ کو بنیاد بنایا جائے۔ اور اس میں تشریحی نوٹس کے لئے حضرت ملک غلام فرید صاحب کی انگریزی تفسیر القرآن کی بنیاد پر جو انڈونیشین ترجمہ کیا گیا تھا اس سے مدد لی جائے۔

یہ ترجمہ تین حصوں میں طبع ہوا۔ پہلا حصّہ جو سورۃ الفاتحہ سے سورۃ التوبہ پر مشتمل ہے اور دوسرا حصّہ جو سورۃ یونس سے سورۃ العنکبوت پر مشتمل ہے 1998ء میں شائع ہوئے۔ جبکہ تیسرا حصّہ جو سورۃ الروم سے سورۃ الناس پر مشتمل ہے 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورہ انڈونیشیا کے دوران شائع ہوا۔ یہ ترجمہ 207mmx147mm سائز پر 70 گرام کاغذ پر Vicky Bandung پریس پر شائع ہوا۔ بعض احمدی احباب نے اس کی طباعت کے اخراجات ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سنڈانیز زبان میں اس سے قبل غیر از جماعت مسلمانوں کی طرف سے 1975ء میں ترجمہ قرآن شائع ہوا تھا لیکن ہمارے ترجمہ قرآن میں ہر سورۃ سے پہلے اس سورۃ کے مضامین کا مختصر تعارف بھی شامل ہے جو غیر از جماعت کے ترجمۂ قرآن میں نہیں ہے۔ اس ترجمہ کی کمپوزنگ کا کام ہاتھ کی لکھائی سے شروع ہوا۔ پھر ٹائپ کا استعمال ہوا اور آخر کمپیوٹر پر کمپوزنگ مکمل ہوئی۔

2000ء میں سنڈانیز ترجمہ کی تکمیل کے بعد مترجمین کی ٹیم اس کے ساتھ تفسیری نوٹس بھی شامل کرنے کی خواہشمند تھی چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں اس بارہ میں لکھا گیا تو حضور رحمہ اللہ نے ازراہ شفقت اس کی اجازت عطا فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔

حضور رحمہ اللہ کی منظوری کے بعد ٹیم نے تفسیری نوٹس کی تیاری پر کام کا آغاز کیا۔ مسجد مبارک بانڈونگ

اس غرض کے لئے مرکزی جگہ طے پائی۔ بعد میں مکرم آر احمد انور صاحب کی علالت کے باعث ان کے گھر کو ہی کمیٹی کے جمع ہونے کے لئے مقرر کیا گیا اور 2003ء تک ان کے گھر پر تفسیری نوٹس کی تیاری کا کام ہوتا رہا۔ 2003ء میں ڈاکٹر عتیق نعیم احمد صاحب بھی اس ٹیم میں شامل ہوئے۔ جنوری 2005ء میں ڈاکٹر Ruhiyat Sadkar صاحب کی وفات پر Entang Rashid Ahmad صاحب کو ٹیم میں شامل کیا گیا اور ڈاکٹر عتیق احمد صاحب ٹیم کے سربراہ مقرر ہوئے۔ اسی سال جولائی 2005ء میں مکرم Hikmat Sadkar بھی وفات پا گئے۔ 6/اکتوبر 2006ء کو کمیٹی کے چیئرمین مکرم آر احمد انور صاحب کی بھی وفات ہوگئی۔

اس ٹیم کے ساتھ دیگر افراد جنہیں کام کرنے کا موقع ملا ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔ مکرم عبدالکریم صاحب (مبلغ)، مکرم ہدایت اللہ صاحب (مبلغ)، مکرم Agoes Adiman صاحب، مکرم منیر احمدی صاحب اور مکرم Tsani Mueenuddin (مبلغ)۔ مختلف وجوہات کی بنا پر متفرق جگہوں پر یہ کام ہوتا رہا۔ اس وقت بانڈونگ میں مکرم Agoes Adiman صاحب کے گھر پر جمع ہوکر یہ کام کیا جارہا ہے۔

اس دوران اور بھی کئی مشکلات کا سامنا رہا۔ ایک دفعہ سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الاعراف تک کے تمام کام کی Soft Copy ضائع ہوگئی اور یہ سارا کام ازسرنو کرنا پڑا۔ جب تفسیری نوٹس کی تیاری کا کام مکمل ہوجائے گا تو انشاءاللہ سنڈانیز ترجمہ قرآن کا نیا ایڈیشن تفسیری نوٹس کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

✿✿✿✿✿✿

وقف جدید

منیر احمد خادم ۔ قادیان

وقف جدید کی مبارک تحریک سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۷ء میں باذنِ الٰہی رکھی تھی اور پھر اس کی کامیابی پر بھی آپ کو یقین کامل تھا۔ آپ نے اس تحریک کے متعلق اپنے پہلے پیغام میں احباب جماعت احمدیہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہوکر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑیں بیچنے پڑیں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کردے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا"۔

(پیغام حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ 5/جنوری 1957ء منقول از مجموعہ خطبات وقف جدید صفحہ 6)

اس تحریک کا مقصد ابتداء میں یہ تھا کہ پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش کے دیہات میں دینی تعلیم جاننے والوں کا ایک جال پھیلا دیا جائے جو بے شک کچھ کم پڑھے لکھے ہوں لیکن جماعت کے احباب کو دینی تعلیم سے واقف کرادیں۔ انہیں قرآن مجید سکھائیں اور ابتدائی دینی معلومات سے واقف کرائیں۔ اور اس کے لئے حضور انور نے جہاں چندہ وقف جدید کی تحریک فرمائی وہیں احباب جماعت کو وقف زندگی کی تحریک بھی فرمائی تاکہ ایسے واقفین زندگی کو دینی تعلیم سکھا کر انہیں برصغیر کے دور دراز دیہات میں پھیلا دیا جائے۔ اس کے لئے حضورؓ نے فرمایا کہ ایسے واقفین کے لئے زیادہ پڑھا لکھا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ ان میں نیکی تقویٰ ہو عبادت الٰہی کا ذوق وشوق ہو اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ ہو اور وہ ان صوفیاء کی طرح ہوں جنہوں نے ابتدائی دَور میں ہندوستان میں اسلام کے پیغام کو پھیلایا تھا۔ ایسے معلمین کرام کے لئے حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ طبی معلومات بھی سکھائی جائیں تاکہ وہ دور دراز دیہات میں بلا لحاظ مذہب وملّت خدا کی مخلوق کی خدمت کرسکیں۔

پاکستان میں اس تحریک کو فعال بنانے کے لئے اور پاکستان کے دور دراز دیہات میں اس کی شاخوں کو پھیلانے کے لئے اور بالخصوص پاکستان کے سندھ کے علاقہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک کلیدی اور بنیادی کردار ادا کیا ہے اور چونکہ حضور رحمہ اللہ ایک ماہر ہومیو پیتھ بھی تھے۔ آپ نے ہومیو پیتھک کی تعلیم کو معلمین کرام میں رائج کرکے اس ذریعہ سے مخلوق کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی۔

بھارت میں جب وقف جدید کے دفتر کا اجراء ہوا تو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور اس کے پہلے انچارج بنے۔ ان دنوں وقف جدید کے اعلیٰ افسر کو انچارج وقف جدید کہا جاتا تھا۔ پھر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مرحوم بھی انچارج وقف جدید رہے اور حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورِ سعید میں انچارج وقف جدید کو ناظم وقف جدید کہا جانے لگا۔

سیدنا حضرت اقدس خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قبل از خلافت وقف جدید کو جہاں پاکستان میں ترقی کی منازل پر کھڑا کیا وہیں آپ کے دور خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے وقف جدید کو برصغیر کے باہر پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ اور اس طرح اس مبارک تحریک میں پوری دنیا کے احمدی شامل ہوگئے اور اس کا چندہ بھارت اور افریقہ کے علاوہ دنیا کے دیگر غریب مما لک میں خرچ کیا جانے لگا اور اس غرض سے حضورؒ کے ارشاد پر بھارت میں وقف جدید کی ایک نظامت وقف جدید بیرون کے نام سے کھولی گئی جس کے ذریعہ بھارت کے ان علاقوں میں احمدیت کا پیغام پہنچا جہاں تقسیم ملک کے بعد جماعت کا نام ونشان بھی نہیں تھا اور پورے کے پورے صوبے خالی پڑے ہوئے تھے مثال کے طور پر پنجاب میں صرف ایک جماعت قادیان میں تھی اور اب تک پنجاب میں 109 جماعتیں قائم ہیں۔ ہریانہ میں پورے صوبہ میں صرف ایک خاندان تھا جو تین چار جگہوں پر پھیلا ہوا تھا اور اب ہریانہ کے مختلف اضلاع میں 122 جماعتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ تمام ہماچل پردیش میں ایک بھی احمدی گھر نہیں تھا لیکن اب اللہ کے فضل سے ہماچل میں 32 جماعتیں قائم ہیں۔ اسی طرح گجرات میں ایک بھی جماعت نہ تھی لیکن اب گجرات کے کئی اضلاع میں احمدی جماعتیں قائم ہیں اور وہ صوبہ جات جن میں صرف چند جماعتیں پہلے سے قائم تھیں مثلاً یوپی، بہار، راجستھان، بنگال، ایم پی، مہاراشٹر، جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، کرناٹک، آندھرا وغیرہ آج وہاں ایک ایک صوبہ میں کم وبیش پچاس پچاس اور بعض جگہوں پر ایک ایک سو معلمین کرام دن رات خدمت اسلام میں مصروف ہیں اور یہ سب وقف جدید کی تحریک کی برکات ہیں۔ فالحَمْدُللّٰہ علیٰ ذالک اللّٰھم زِدو بارک۔

خلافت جوبلی کے مبارک سال 2008ء میں وقف جدید پر پچاس سال مکمل ہوکر 51 واں سال شروع ہوچکا تھا اس اعتبار سے یہ تحریک اب مضبوطی کی طرف رواں دواں ہے۔ اس مبارک سال میں وقف جدید کا پوری دنیا میں 25 کروڑ روپے سے زائد چندہ وصول ہوا ہے۔

پس وہ تحریک جس کے چندوں کی ابتداء صرف چند ہزار سے ہوئی تھی آج کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔ 1958ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے 17/جنوری کے خطبہ میں فرمایا تھا کہ اب تک 36000 روپے کے وعدے آچکے ہیں اور گویا اس معمولی رقم سے وقف جدید کا کام شروع ہوا تھا جو آج پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔

حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دَور میں وقف جدید میں چندہ اطفال کا اضافہ کیا گیا اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بچوں کو تحریک کی کہ وہ اس کی ذمہ داری اُٹھائیں۔ چنانچہ آج تک وقف جدید میں دفتر اطفال الگ سے قائم ہے جس میں پوری دنیا میں جماعت کے بچے قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ اس اعتبار سے وقف جدید کی خوبی یہ ہے کہ اس میں فیملی کا ہر ممبر شامل ہوسکتا ہے لہٰذا احباب جماعت کو چاہئے کہ اس تحریک کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے بچوں کو اس مبارک تحریک میں ضرور شامل کریں تاکہ بچپن سے ہی بچوں میں قربانی کا جذبہ پیدا ہوجائے۔

وقف جدید کے عالمی چندوں کے ذریعہ اب تک بھارت میں ہر سال کروڑوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں اور اب ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت اقدس خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ بھارت کی جماعت اپنے پیروں پر کھڑی ہو اور اپنی تبلیغی وتربیتی ضروریات کے لئے خود قربانیاں پیش کریں اور بیرونی امداد کو کم سے کم کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھارت میں وقف جدید کے چندوں میں اضافہ کی تحریک فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے اسلاف کی قربانیوں کو زندہ رکھیں اور امام وقت کی آواز پر لبیک کہنے والے بن جائیں۔

اس وقت بھارت میں بائیس صد سے زائد معلمین کرام خدمت بجالا رہے ہیں۔ کئی درجن مساجد تعمیر ہوچکی ہیں۔ ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں کام کررہی ہیں۔ سکول چل رہے ہیں۔ لہٰذا ان سب کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے چندوں میں بھی اضافہ کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

"وقف جدید کو مضبوط کرو۔ خدا برکت دے گا۔ دین اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دو۔"

وقف جدید کے پچاس سال مکمل ہونے پر صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے سال میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4/جنوری 2008ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

"دعاؤں اور قربانیوں سے تقویٰ میں بڑھیں اور خلافت کی نئی صدی کا استقبال کریں اور اس میں داخل ہوں۔ ان قربانیوں کی عادت جو پڑے گی یہ جاگ جو بچوں میں اور نئے آنے والوں میں لگے گی قربانیوں کا احساس اور تقویٰ میں بڑھنے کا احساس جو تمام احمدیوں میں پیدا ہوگا یہ جہاں آئندہ انقلاب میں سب کو حصہ دار بناتے ہوئے خوشخبریاں دے گا اور ترقیات دکھائے گا انشاءاللہ، وہاں فوج درفوج آنے والوں کو بھی قربانیوں کی اہمیت دلاتے ہوئے مالی قربانیوں میں شامل ہونے کی ترغیب دلائے گا۔ اور یوں جب خالصةً لِلّٰہ ان عبادتوں اور قربانیوں کے اعلیٰ معیار کے حصول کی کوشش ہورہی ہوگی تو یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کا باعث بنے گی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام دنیا میں گاڑنے کا باعث بن رہی ہوگی۔ پس اس جذبے سے اپنے بھی جائزے لیں اور بچوں اور نومبائعین کو بھی خاص طور پر وقف جدید میں شامل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ان مقاصد کا حصول کرکے جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں"۔ آمین

✿✿✿✿✿

کیا آپ اور آپ کے فیملی ممبرز وقف جدید میں شامل ہیں؟ 31/دسمبر کو وقف جدید کا مالی سال ختم ہورہا ہے۔ کیا آپ نے اس سال کا چندہ وقف جدید ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو فوری طور پر سیکرٹری مال کو اس کی ادائیگی فرمادیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

قرآن کریم اور نظریۂ لاشعور

(محمود احمد اشرف - ربوہ)

'لاشعور' علم نفسیات کی ایک اصطلاح ہے جس سے مراد ہماری وہ خواہشات، رجحانات، خیالات اور یادیں وغیرہ ہیں جو ہمارے شعور کی آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں۔ کیا قرآن کریم کسی ایسے تصور کی تصدیق کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو لاشعور کے متعلق وہ ہمیں کیا اصولی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اور علم نفسیات میں لاشعور کے متعلق تصورات کس حد تک قرآن کریم سے ہم آہنگ ہیں؟ اس نوعیت کے تمام سوالات کے جوابات قرآن کریم سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اول تو قرآن کریم لامتناہی علوم کا سرچشمہ ہے، دوسرے یہ کہ صفات باری تعالیٰ کے بیان کے بعد نفس انسانی قرآن کریم کا ایک بہت بڑا موضوع ہے۔ اس لئے انسانی نفسیات کے موضوع پر بے انتہا مواد قرآن کریم میں موجود ہے۔ نئی تحقیقات کے لئے کئی شعبے موجود ہیں اور ان کے لئے راہنمائی میسر ہے۔

اس مختصر مضمون میں ہم صرف لاشعور کے متعلق اس نکتہ نظر سے کچھ بات کریں گے۔ لیکن اس سلسلہ میں قرآن کریم سے کوئی راہنمائی حاصل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ لاشعور کے متعلق علم نفسیات کے حوالے سے کچھ تفصیلی تعارف حاصل کیا جائے۔ کیونکہ لاشعور کا لفظ بہرحال قرآن کریم نے استعمال نہیں فرمایا۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ ماہرین نفسیات لاشعور کی جو تشریح کرتے ہیں اس کا قرآن کریم سے کس حد تک کوئی ربط ہے اور اس موضوع پر قرآن سے ہمیں کیا راہنمائی مل سکتی ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ دماغ کے افعال کو ذہن کہا جاتا ہے۔ دماغ کے ان افعال سے مراد ہمارا ادراک، احساس، ارادہ اور عمل وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے۔ ماہرین نفسیات کے نزدیک انسانی ذہن کے دو بڑے حصے ہیں۔ ایک شعور اور دوسرا لاشعور۔ شعور سے مراد اس کے وہ تمام ذہنی افعال ہیں جن سے انسان باخبر ہو۔ انسانی ذہن میں خیالات اور مختلف نوعیت کے تجربات کی بے شمار یادیں مرتسم ہوتی ہیں۔ ان میں سے اکثر ہر وقت اسے یاد نہیں ہوتیں بلکہ ضرورت پڑنے پر وہ انہیں یاد کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب یہ یادیں مستحضر نہیں تھیں یا دوسرے لفظوں میں اس کے شعور میں نہیں تھیں تو کہاں تھیں؟ ماہرین نفسیات کے نزدیک یہ تمام مخفی یادیں تحت الشعور یا لاشعور کے حصہ میں تھیں۔ تحت الشعور میں پوشیدہ یادوں کو معمولی کوشش سے شعور میں لایا جاسکتا ہے۔ لاشعور میں ڈوبی ہوئی یادوں کو شعور کی سطح تک لے کر آنا باآسانی ممکن نہیں ہوتا۔ لاشعوری یادوں کو اپنی مرضی سے شعور میں نہیں لایا جا سکتا بلکہ انہیں بعض مخصوص طریقوں کی مدد سے ہی شعور میں لایا جاسکتا ہے۔

بنیادی انسانی جبلتیں بھی لاشعور کا حصہ ہیں۔ وہ خواہشات جن کی تکمیل نہیں ہوسکی بطور خاص لاشعور میں دھکیل دی جاتی ہیں۔ ورثہ میں ملنے والے رجحانات بھی لاشعور میں شامل ہیں۔ عادت کی پختگی کا تعلق بھی لاشعور سے ہے۔ یعنی عادت کی تشکیل کا آغاز شعوری کوشش سے ہوتا ہے۔ بار بار ایک کام کرنے سے عادت یا مہارت حاصل ہو جاتی ہے اور ایک پختہ عادت شعور سے زیادہ لاشعور سے تعلق رکھتی ہے۔

لاشعور کے نقوش دائمی ہوتے ہیں۔ ماہرین اس کو ایک سادہ سی مثال کے ذریعہ بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جس نے تیرنا یا سائیکل چلانا سیکھ لیا ہے وہ اب اگر چاہے بھی تو تیرنا یا سائیکل چلانا بھول نہیں سکتا۔

پس لاشعور کی دنیا بڑی دلچسپ اور وسیع ہے۔ انسانی ذہن کو اگر سمندر سے تشبیہ دی جائے تو شعور سمندر کی سطح ہے جو ہمیں دکھائی دے رہی ہے اور لاشعور اسی سمندر کی وہ اتھاہ گہرائیاں ہیں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

ماہرین نفسیات کے نزدیک لاشعور کی دنیا کے قوانین ہی مختلف ہیں۔ یہاں عقل کی حکمرانی نہیں بلکہ جذبات کا راج ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لاشعور شعور کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ شعور، لاشعور کے تابع ہوتا ہے۔

لاشعور انسان کے طرز عمل اور اس کی شخصیت پر گہرے اثرات رکھتا ہے یہاں تک کہ ماہرین نفسیات کے نزدیک انسان اپنے لاشعور کے ہاتھوں کٹھ پتلی کی مانند ہے۔ ایسے ماہرین نفسیات بھی گزرے ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ذہنی افعال صرف شعوری ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک لاشعور کی اصطلاح اتنی ہی بے معنی ہے جیسے ہم خاموش آواز یا غیر محسوس درد کے الفاظ استعمال کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ دراصل شعور کے ہی کچھ حصے ہوتے ہیں جو مختلف کام سرانجام دیتے ہیں۔

بعض ماہرین نے یہ کہا ہے کہ شعور کے درجے ہیں جن کا تعلق اس میں موجود خواہشات، خیالات وغیرہ کی شدت سے ہے۔ بعض یادیں واضح ہیں بعض غیر واضح اور مبہم ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ انہوں نے لاشعور کا انکار کیا جو دراصل لاشعور کی اس اصطلاح یعنی لفظ کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ فرائیڈ نے لاشعور کی جو خصوصیات بیان کی ہیں بعض دیگر ماہرین نفسیات نے ان سے اختلاف کیا ہے۔ ہم اس مضمون میں لاشعور کے لفظ کو صرف فرائیڈ کے بیان کردہ معانی میں استعمال نہیں کر رہے بلکہ وسیع معنوں میں استعمال کر رہے ہیں۔

مختلف ماہرین نفسیات لاشعور کی مختلف تشریحات کرتے ہیں لیکن بہرحال لاشعور کا موجود ہونا ایک ایسا امر ہے جو پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ لاشعور کی بنیاد دراصل یادداشت ہے۔ اور یادداشت کی جسمانی یعنی فزیولوجیکل بنیاد تجربات سے ثابت ہوچکی ہے۔

اول اس طرح کہ دماغ کے بعض حصوں کو جب براہ راست چھو کر تحریک دی گئی تو بہت پرانی فراموش شدہ یادیں جو دراصل لاشعور کا حصہ تھیں واپس آگئیں۔

دوسرا ثبوت اس امر کا یہ ہے کہ دماغ کے بعض حصوں کو نکالنے سے بعض یادداشتیں کلیتہً ختم ہوگئیں۔

تیسرے یہ کہ تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دماغ کے بعض حصوں میں خون کی زیادہ فراہمی سے شعوری افعال کی نسبت لاشعوری افعال میں تیزی آگئی یا بعض اور حصوں کو خون کی زیادہ فراہمی کا نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ یہ وہ شواہد ہیں جن کی وجہ سے لاشعور کا وجود بالواسطہ ایک حقیقت بن جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا لاشعور کا کوئی تصور قرآن کریم سے بھی ہمیں ملتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم ایک عمومی اصول کے طور پر انسانی نفسیات کی یہ حقیقت نہ صرف بیان کرتا ہے بلکہ اس کو بے حد اہمیت دیتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (الطور:22)

ترجمہ: ہر شخص اپنے کمائے ہوئے کا رہین ہے۔

آیت کے معنی بالکل واضح ہیں۔ مفسرین نے عربی لفظ رَهِيْــــن کا ترجمہ گرفتار بھی کیا ہے۔ یعنی ہر انسان اپنے اعمال کے اس قدر زیر اثر ہے کہ وہ ان کے پنجے میں گرفتار ہے۔ اس کا ایک واضح مطلب یہ بھی ہے کہ عادات انسان کو جکڑ لیتی ہیں۔ وہ ان کا غلام بن جاتا ہے۔ پس قرآن کریم سے یہ امر پوری طرح ثابت ہے کہ انسان کے اعمال کے گہرے پوشیدہ اثرات ہوتے ہیں جو دائمی اثر رکھتے ہیں اور انسان ان میں اس طرح جکڑا ہوا ہے کہ گویا گرفتار ہے۔ یہ اثرات کس طرح اور کس شکل میں محفوظ ہوتے ہیں یہ تحقیق کا ایک وسیع میدان ہے جس پر بہت کام ہو بھی چکا ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ عادات دماغ میں موجود خلیات کے مابین مستقل روابط قائم ہونے کا نام ہے۔

بہرحال قرآن کریم نے چند الفاظ میں یہاں یہ عظیم حقیقت نہ صرف بیان فرمادی ہے بلکہ انہیں چند الفاظ میں ماہرین نفسیات کے لئے ایک پہلو پر نئی تحقیق کے لئے راہنمائی بھی موجود ہے۔ قرآن کریم نے یہاں اور دیگر متعدد مقامات پر کسب کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے معنی شعوری اعمال کے کئے جاسکتے ہیں یعنی وہ کام جو انسان اپنی آزاد مرضی سے جانتے بوجھتے ہوئے کرتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں ایسے ہی اعمال کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان پر اپنے ماحول اور دیگر تجربات کے اثرات بھی ہوتے ہیں۔ تاہم مذکورہ بالا آیت بطور خاص شعوری اعمال کے گہرے اثرات کی طرف ہماری راہنمائی کر رہی ہے۔ قرآن کریم نے جزا سزا کو بھی بطور خاص کسب کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعمال جو انسان اپنی مرضی، نیت، ارادے کے ساتھ جانتے بوجھتے ہوئے کرتا ہے ان کے اثرات زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔

لاشعور کی تشکیل کے متعلق ماہرین نفسیات نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن میرے محدود مطالعہ میں ایسا کوئی فرق جو ماہرین نفسیات نے بیان کیا ہو، نہیں آیا۔ بہرحال انسانی اعمال کے گہرے اور دائمی اثرات کو قرآن کریم نے ایک عمومی اصول کے طور پر مذکورہ بالا آیت میں بیان فرمایا ہے۔ لیکن کیا قرآن کریم نے صرف اسی قدر بات پر ہی اکتفا کیا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ متعدد آیات میں نہ صرف اس حقیقت کا بیان فرمایا بلکہ اس کا اخروی زندگی سے گہرا تعلق بھی بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانی اعمال کے یہی پوشیدہ اثرات ہونگے جو قیامت کے روز کھلے کھلے نظر آئیں گے۔ اور انسانی اعضاء گواہی دیں گے ان عمال کی جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور اسی کو دراصل انسان کا اعمال نامہ قرار دیا گیا ہے۔

یہ کوئی سرسری سا مضمون نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کا بنیادی فلسفہ حیات ہی یہ ہے چنانچہ زیر بحث مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کریم ایک اور آیت میں فرماتا ہے: وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا

(بنی اسرائیل:14)

ترجمہ: ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اس کی گردن سے چمٹا دیا ہے اور قیامت کے دن اس کے لئے اسے ایک ایسی کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یعنی ہم نے اسی دنیا میں ہر ایک شخص کے اعمال کا اثر اس کی گردن سے باندھ رکھا ہے اور انہیں پوشیدہ اثروں کو ہم قیامت کے دن ظاہر کریں گے اور ایک کھلے کھلے اعمال نامہ کی شکل پر دکھلائیں گے۔ اس آیت میں جو طَائِر کا لفظ ہے تو واضح ہو کہ طَائِر اصل میں پرندہ کو کہتے ہیں۔ پھر استعارہ کے طور پر اس سے مراد عمل بھی لیا گیا ہے کیونکہ ہر ایک عمل نیک ہو یا بد ہو وہ وقوع کے بعد پرندہ کی طرح پرواز کر جاتا ہے اور مشقت یا لذت اس کی کالعدم ہو جاتی ہے اور دل پر اس کی کثافت یا لطافت باقی رہ جاتی ہے۔ **یہ قرآنی اصول ہے کہ ہر ایک عمل پوشیدہ طور پر اپنے نقوش جماتا رہتا ہے۔** جس طور کا انسان کا فعل ہوتا ہے اس کے مناسب حال ایک خدا تعالیٰ کا فعل صادر ہوتا ہے اور وہ فعل اس گناہ کو یا نیکی کو ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ اس کے نقوش دل پر، منہ پر، آنکھوں پر، ہاتھوں پر، پیروں پر لکھے جاتے ہیں۔ اور یہی پوشیدہ طور پر ایک اعمالنامہ ہے جو دوسری زندگی میں کھلے طور پر ظاہر ہو جائے گا۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 صفحہ401)

اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''عمل کے لئے جو طائر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جیسے طائر اڑ جاتا ہے اور نظر نہیں آتا ویسے ہی انسان اپنے عمل کو بھول جاتا ہے بلکہ دوسرے لوگ بھی بھول جاتے ہیں۔ لیکن یہ طَائِر وہ ہے جو ایک رسّی سے انسان کی گردن سے بندھا ہوا ہے اس لئے گو وہ اڑ جائے اور نظر نہ آئے مگر اس سے تعلق انسان کا نہیں ٹوٹتا۔ ایک نہ ایک دن اس کے نتائج ظاہر ہو کر ہی رہتے ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ113)

قرآن کریم کی اس آیت کے مضمون کو سمجھنے کے بعد ہم اس سے مندرجہ ذیل نتائج باآسانی اخذ کر سکتے ہیں:۔

1۔ ہر انسانی عمل کا اس کے دل و دماغ پر لازماً ایک اثر مترتب ہوتا ہے۔

2۔ یہ اثر دائمی ہوتا ہے۔

3۔ انسان اپنے عمل کو بھول بھی جائے تب بھی یہ

اثر باقی رہتا ہے۔

4۔انسان اپنے عمل کے اثرات کو بالعموم دیکھ نہیں رہا ہوتا بلکہ یہ پوشیدہ ہوتا ہے۔

5۔عمل کے یہی اثرات خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح ظاہر کردے گا کہ وہ کھلے کھلے نظر آئیں گے۔انہیں کو انسان کا اعمال نامہ قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی اس مذکورہ بالا آیت اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ لاشعور کا تصور اور نظریہ نام کی حد تک تو نیا ہوسکتا ہے مگر اس کے اندر جو بنیادی حقیقت پائی جاتی ہے وہ ہرگز نئی نہیں ہے بلکہ قرآن کریم میں چودہ سو سال سے زائد عرصہ سے موجود ہے۔لیکن یہ پھر یاد رہے کہ لاشعور قرآن کریم کی اصطلاح نہیں ہے۔اس لئے یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن کریم نے لاشعور کی اس اصطلاح میں مضمر تمام تصورات کی تصدیق کردی ہے۔تاہم قرآن کریم تحقیق کے نئے راستوں کی طرف ہماری راہنمائی ضرور کررہا ہے۔جیسا کہ دیگر قرآنی آیات میں مذکور ہے کہ اعمال کے اثرات اور ان کے نقوش دیگر اعضاء مثلاً منہ، آنکھوں، پیروں پر بھی لکھے جاتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ بنی اسرائیل کی مذکورہ بالا آیات میں فِیْ عُنُقِہٖ یعنی 'اس کی گردن میں' کے الفاظ بھی بہت گہرے معانی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ محض محاورۃً کہا گیا ہے۔خصوصاً اس لئے کہ گردن سے ریڑھ کی ہڈی کا آغاز ہوتا ہے اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ غیر ارادی افعال کا گہرا تعلق ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ہے۔ بہرحال اس کی تفصیل میں جانا اس تعارفی مضمون میں مشکل ہے۔ یہاں صرف یہی بیان کرنا مقصود ہے کہ قرآن کریم تحقیق کے نئے سے نئے راستوں کی طرف راہنمائی کررہا ہے جس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانا چاہئے۔

کیا لاشعور انسان کی نظر سے بالکل مخفی ہوتا ہے؟

ماہرین نفسیات کے نزدیک لاشعور، شعور سے مخفی ہوتا ہے اور عام حالات میں لاشعور تک شعور کو رسائی نہیں ہوتی۔اس لئے یہ بات آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ انسان عام حالات میں اپنے لاشعور کو دیکھ نہیں رہا ہوتا۔اور ہم نے دیکھا کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 14 بھی اس حقیقت کی جزوی طور پر تصدیق کررہی ہے۔ جہاں قرآن کریم یہ فرمارہا ہے کہ انسانی اعمال کے اثرات قیامت کے دن کھلے کھلے نظر آئیں گے جس سے یہ معنی اخذ کئے جاسکتے ہیں کہ اس دنیا میں وہ کسی حد تک پوشیدہ ہوسکتے ہیں یا ہوتے ہیں۔تاہم اس سلسلہ میں ایک اور آیت کی طرف ہماری توجہ مبذول ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ۔ وَّلَوْاَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ (القیامۃ: 15-16)

جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے نفس کو دیکھ رہا ہوتا ہے خواہ وہ کتنے ہی عذر پیش کرے۔ یہ امر اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ تصور کہ لاشعور انسانی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے قرآن کریم کی رو سے جزوی طور پر درست معلوم ہوتا ہے۔لیکن یہاں قرآن کریم واضح طور پر اس بصیرت کا ذکر فرمارہا ہے جو انسان کو اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ یہاں کس بصیرت کا ذکر ہورہا ہے۔

اس آیت میں عَلٰی نَفْسِہٖ کے الفاظ ہیں جس کی وجہ سے اس کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ انسان اپنے نفس کے خلاف گواہ ہے۔یعنی نفس جب کوئی گناہ کرتا ہے انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ گناہ کررہا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے۔اس حدیث سے واضح طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس بات کی معرفت ہر انسان کو دی گئی ہے کہ انسان کے لئے کیا بات گناہ ہے۔جیسا کہ دیگر قرآنی آیات سے بھی یہ بات واضح ہے۔پس اس آیت میں بھی اول طور پر نفس کی اس بصیرت کا ذکر ہے جو انسان کو گناہ پر متنبہ کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ جبکہ سورۃ بنی اسرائیل آیت 14 میں نیک اور بد اعمال کے پوشیدہ اثرات کا ذکر ہے۔

لاشعور کی دریافت اور مذہب پر ایک حملہ

یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ انیسویں صدی کے آخر میں جب فرائیڈ نے اپنے مخصوص انداز میں لاشعور کا تصور پیش کیا تو کہا گیا کہ اس سے مذہب کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ تھا کہ لاشعور کی دریافت کے نتیجہ میں مذہب کا بنیادی فلسفہ ہی رد ہو جاتا ہے۔ مذہب یہ کہتا ہے کہ انسان کو اس دنیا میں اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو نیک اعمال بجالائے اور چاہے تو بد اعمال کرے۔لیکن لاشعور کی دریافت سے معلوم ہوا کہ انسان کو نیکی اور بدی کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ وہ مجبور ہے۔ ان کے نزدیک لاشعور اس قدر طاقتور ہے کہ وہ شعور کو اپنے قابو میں کئے ہوئے ہے۔ یہاں تک کہ ماہرین نفسیات کے نزدیک شعور، لاشعور کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی ہے۔ اور جب انسان کو کوئی شعوری اختیار حاصل ہی نہیں ہے تو گویا وہ نیک اور بد کے مابین کوئی انتخاب بھی نہیں کرسکتا۔پس وہ مجبور ہے اور مجبور کسی ثواب یا عذاب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یاد رہے کہ موجودہ دور میں مذہب پر جو بڑے بڑے حملے ہوئے ہیں یہ ان میں سے ایک حملہ ہے جس کے بڑے وسیع اثرات ہیں۔

جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے اس نے تو خود لاشعور کو ایک حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔لیکن قرآن کریم کی روشنی میں مذکورہ بالا اعتراض کا کیا جواب ہے، آیئے اس کا قدرے تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

کیا لاشعور کے باعث انسان مجبور ہے؟

لاشعور کے متعلق حاصل ہونے والے علم سے یہ پرانا فلسفیانہ سوال ایک بار پھر زیادہ شدت سے ابھر کر سامنے آتا ہے کہ کیا انسان اپنے عمل میں مجبور ہے یا بااختیار ہے۔آج بھی انسانی نفسیات کا یہ ایک بڑا مسئلہ ہے کہ انسان اپنے اعمال میں آزاد ہے یا مجبور ہے۔ علم الحیات کے ماہرین کے نزدیک انسان کی عقل اور شعور کا انحصار دماغ اور نظام عصبی پر ہے۔اسی طرح ہم آج یہ بھی جانتے ہیں کہ انسان کی شخصیت پر جسم میں پائے جانے والے غدود اور ان کی رطوبات بیحد گہرے اثرات مترتب کرتی ہیں۔انسانی شخصیت وراثت کے زیر اثر بھی ہوتی ہے۔مختصر یہ کہ نفسیات جدید کی دو اہم شاخیں کرداریت (Behaviorism) اور تجزیہ نفس (Psychoanalysis) جبریت کی مکمل تائید کرتی ہیں۔جس کے معنی ہیں کہ انسان محض ایک مشین ہے اس کا ارادہ بھی اسباب کی زنجیر میں بندھا ہوا ہے۔ تجزیۂ نفس کے ماہرین کہتے ہیں کہ جس اختیار کو آپ شعور کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ بہت غیر اہم ہے۔ انسان کے اعمال کے اصل اسباب لاشعور میں دفن ہیں۔ پس ہمارا شعور چونکہ لاشعور کا غلام ہے اس لئے انسان کو دراصل کوئی آزادی حاصل نہیں ہے۔

اس سوال پر جس قدر طویل فلسفیانہ بحث کوئی کرنا چاہے وہ کرسکتا ہے لیکن اس زمانے کے حکم وعدل کی بعثت کے بعد درحقیقت یہ مسائل بھی حل ہو چکے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کو مکمل طور پر مجبور قرار دینا یا مکمل بااختیار قرار دینا دونوں باتیں غلط ہیں۔حقیقت ان دونوں کے درمیان ہے۔ قرآن کریم واضح طور پر انسان کے اختیار کا ذکر فرماتا ہے مگر اس کا یہ اختیار بھی خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے تابع ہے۔

قرآن کریم کے نزدیک انسان کن معنوں میں آزاد ہے اور کن معنوں میں مجبور ہے۔اس کی نہایت شاندار وضاحت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں فرمائی ہے۔ یہ وضاحت براہ راست لاشعور کی بحث سے بھی تعلق رکھتی ہے۔آپؓ فرماتے ہیں:۔

''نیکی اور بدی دونوں کی ابتدا انسان کے اپنے اختیار سے ہوتی ہے مگر انتہا اضطرار پر ہوتی ہے۔اور چونکہ ابتدا انسان کے اختیار سے ہوتی ہے اس لئے اس کی انتہا بھی اختیار کے تابع سمجھی جاتی ہے۔مثلاً جس انسان کو نماز کی پرانی عادت ہو اسے نماز کا ثواب برابر ملتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے ارادہ سے اس کی ابتدا کی ہوتی ہے۔ یہی حال بدی کا ہوتا ہے۔انسان اسے اپنے اختیار سے شروع کرتا ہے لیکن آخر میں اضطرار تک حالت پہنچ جاتی ہے اور پھر اگر وہ اس سے بچنا بھی چاہے تو بچ نہیں سکتا۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 177)

علم نفسیات کی اصطلاحات کو استعمال کریں تو یہ کہا جائے گا کہ انسانی شعور کو ارادے کے ذریعہ سے نیکی یا بدی میں انتخاب کی آزادی دی گئی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر انسان کسی چیز کا بھی کسی کام کا بھی ارادہ کرسکتا ہے۔ پس اس حد تک وہ ضرور آزاد ہے۔ دراصل یہی آزادی اس کو ثواب یا عذاب کا مستحق بناتی ہے۔لیکن بار بار نیکی یا بدی کرنے سے وہ عادت بن جاتی ہے۔ہم پڑھ چکے ہیں کہ عادت کا تعلق لاشعور سے ہے اور لاشعور پر انسان کو کوئی کنٹرول نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے وہ مجبور ہے۔

حاصل بحث

خلاصہ کلام یہ ہے کہ لاشعور کے تصور کی قرآن کریم نے اصولی طور پر تصدیق فرمائی ہے۔تاہم اس تصور میں جو نقائص ہیں وہ قرآن کریم سے راہنمائی لے کر دور کئے جاسکتے ہیں۔ یہ نقائص ایسے ہیں جن کا بعض ماہرین نفسیات نے بھی ذکر کیا ہے۔ دوسری طرف قرآن کریم تحقیق کے نئے راستوں کی طرف بھی راہنمائی فرمارہا ہے۔

خدا کرے کہ احمدی ماہرین نفسیات قرآن کریم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے علمی ترقیات کریں اور علم نفسیات کو پوری علمی دیانت داری کے ساتھ قرآن کریم کے تابع کرسکیں۔ یہ مضمون اسی سلسلہ میں ایک حقیر سی کوشش ہے۔خدا کرے کہ انسانیت علمی وفکری سطح پر بھی جلد از جلد امت واحدہ بن سکے۔آمین۔

جلسہ ہائے سالانہ UK

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ سات سالوں کے لئے جلسہ سالانہ UK کے لئے مندرجہ ذیل تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

(1) جلسہ سالانہ یوکے 2010ء	31-30 جولائی ویکم اگست
(2) جلسہ سالانہ یوکے 2011ء	24-23-22 جولائی
(3) جلسہ سالانہ یوکے 2012ء	9-8-7 ستمبر
(4) جلسہ سالانہ یوکے 2013ء	31-30 اگست ویکم ستمبر
(5) جلسہ سالانہ یوکے 2014ء	31-30-29 اگست
(6) جلسہ سالانہ یوکے 2015ء	16-15-14 اگست
(7) جلسہ سالانہ یوکے 2016ء	31-30-29 جولائی

احباب یہ تاریخیں نوٹ فرمالیں ۔ نیز جلسہ ہائے سالانہ کے نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

(امیر جماعت احمدیہ یوکے)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

جاپان میں بدھسٹ مذہبی تنظیم کے ایک مدرسہ میں کامیاب تبلیغ اسلام

(رپورٹ: ملک منیر احمد ۔ صدر جماعت احمدیہ ٹوکیو۔ جاپان)

جب جاپان کے شہر نیگا تا میں 2004ء میں زلزلہ آیا تھا تب جماعت احمدیہ جاپان کو خدا تعالیٰ نے اس علاقہ میں خدمت انسانیت کی توفیق دی۔ اس موقع پر ٹی وی والوں نے ایک مسلمان تنظیم کی طرف سے اس خدمت کو بہت سراہا۔ جب یہ خبر ٹی وی پر نشر ہوئی تو بہت سے لوگوں کی طرف سے جماعت کے اس اقدام کی بہت تعریف کی گئی۔

ایک خاتون جو ایک بدھسٹ تنظیم کے اسکول کی ٹیچر تھیں جن کا ہمارے احمدی بھائیوں سے وہاں تعارف ہوا تھا انہوں نے احمدی نوجوانوں کی خدمات سے بہت اثر لیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں انہوں نے چند ہفتہ قبل ہمارے ایک بھائی محترم احمد فاتح الرحمٰن صاحب سے فون پر رابطہ کرکے درخواست کی کہ وہ چاہتی ہیں کہ آپ میں سے کوئی ہمارے اسکول کے طلباء کو اسلام کے بارے میں آ کر کچھ بتائے۔ محترم احمد فاتح الرحمٰن صاحب جو ہماری ٹوکیو جماعت کے سیکرٹری تبلیغ بھی ہیں، نے جماعت کی طرف سے اس دعوت کو قبول کیا اور بالآخر اُس ٹیچر خاتون Masayo Urasaki صاحبہ کی طرف سے بروز سوموار 14؍ستمبر کی تاریخ میں آنے کی دعوت ملی کہ آئیں اور اسلام احمدیت کے بارے میں طلباء کو بتائیں۔"

اس ذکر پر خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن خواہشات کا خیال آیا جس میں آپ نے جاپان کے بارہ میں ایک موقع پر فرمایا تھا کہ "جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو۔ جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔"

پھر فرمایا۔ "اسلام کا پورا نقشہ کھینچا جاوے کہ اسلام کیا ہے صرف مضامین مثلاً تعدد ازواج وغیرہ پر چھوٹے چھوٹے مضامین لکھنا ایسا ہے جیسا کہ کسی کو سارا بدن نہ دکھایا جائے اور صرف ایک اُنگلی دکھا دی جاوے۔ یہ مفید نہیں ہو سکتا۔ پوری طرح دکھانا چاہئے کہ اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور پھر ساتھ ہی دیگر مذاہب کا حال بھی لکھنا چاہئے۔ وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں کہ اسلام کیا شے ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 371)

اِس بدھسٹ مذہبی تنظیم کا یہ مدرسہ جسے Kouju Jogakuin کے نام سے جانا جاتا ہے وہاں اسلام کے بارہ میں ہائی سکول کے طلباء کو لیکچر دینا تھا۔ مکرم محمد عصمت اللہ صاحب اکیلے ہی تبلیغی ساز و سامان کے ساتھ وقت سے قبل ہی اسکول کی عمارت میں پہنچ گئے جہاں طلباء پہلی بار بڑی بے صبری سے کسی غیر ملکی مسلم سے اسلام کے بارہ میں جاننے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔ مکرم محمد عصمت اللہ صاحب نے اپنی بات شروع کرنے سے پہلے طلباء سے سوال کیا کہ پہلے آپ بتائیں آپ کے ذہن میں اسلام کا کیا تصور ہے؟ پہلے تو خاموشی سی طاری ہوگئی جس پر طلباء کو حوصلہ دلایا گیا کہ بلا خوف اپنے خیال کا اظہار کریں جس پر ایک طالب علم نے بتایا Curry Rice۔ پھر کیا تھا کسی نے کہا انڈیا، اور کسی نے رمضان، پردہ، برقعہ، ساڑھی، عبادت، اور چار بیویاں، یہ کہہ کر سب چُپ ہوگئے۔

اس کے بعد مکرم محمد عصمت اللہ صاحب نے ان طلباء سے عرض کیا کہ اَب آپ اپنے ذہن میں جو کچھ بھی ہے کچھ دیر کے لئے اسے ذہن سے نکال دیں اور ابھی صرف مجھے سنیں۔ تب انہوں نے پہلے اپنا تعارف اِن الفاظ میں کرانا شروع کیا کہ مَیں وہ احمدی مسلمان ہوں جو ایک ایسے مسیحا کو مانتا ہے جس نے آج سے تقریباً ایک سو بیس سال پہلے انڈیا میں خدا کی طرف سے خبر پا کر بتایا تھا کہ وہ اسلام کی اصل حقیقت بتانے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ اور بتایا کہ آج دنیا میں اسلام کی جو تصویر دکھائی جا رہی ہے وہ اسلام نہیں۔ آپ کو دنیا کا کوئی مسلمان خواہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو یہ حقیقت نہیں بتا سکتا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کیا ہے؟ کیونکہ وہ اس مسیحا کو نہیں مانتا۔

آپ نے اسلام کی بنیادی تعلیم اور بنیادی عقائد تفصیل سے بیان کئے اور پروجیکٹر کی مدد سے ان سب باتوں کی وضاحت کی اور بتایا کہ ایک خدا جس نے یہ دنیا بنائی ہے ہم نے اسی کی عبادت کرنی ہے اور اسی کی بندگی کرنی ہے۔

آپ نے مختلف انبیاء مثلاً کرشنا۔ بدھا۔ زرتشت وغیرہ کا ذکر کیا کہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور صلیب کا واقعہ اور وہاں سے ہجرت کا واقعہ ساری باتیں تفصیل سے بتائیں۔

پھر حاضرین کو۔ نماز، رمضان، عورتوں اور مردوں کا پردہ، اسلام میں چار شادیوں کی حقیقت، خودکشی کیوں حرام ہے، جہاد، خدمت انسانیت کا اسلامی تصور اور حقوق العباد، اور حقوق اللہ کی خدائی تعلیم، گویا ہستی باری تعالیٰ پر یقین اور ایمان سے متعلق خدا تعالیٰ کے پیغام کو بنی نوع انسان کے لئے کیوں ضروری رکھا گیا، بتانے کی توفیق ملی۔

تقریباً دو گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا اور خدا کے فضل سے اس تمام پروگرام میں انہیں بتایا گیا کہ خدا ہی ہے جو محبت کے لائق ہے۔ وہ خدا ہی ہے جس سے انسان کو ڈرنا چاہئے کہ وہ دیکھتا بھی ہے سنتا بھی اور وہ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اس طرح انہیں ارکان اسلام اور ارکان ایمان بتائے گئے اور اس تھوڑے سے وقت میں مختصراً اُن موضوعات پر بھی بتایا گیا۔

اس طرح یہ پروگرام خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ ایک نئے انداز سے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی گئی۔ اس موقع پر اسکول ٹیچرز کے علاوہ 30 کے قریب طلباء میں تبلیغ کا یہ انوکھا طریق آزمایا گیا جس میں پروجیکٹر کے ساتھ بڑی سکرین پر تصاویر کے ساتھ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو جاپانی دلوں میں اُتارنے کی کوشش کی گئی۔ دوسرے مذاہب کی تعلیم کو بھی پیش کر کے فی زمانہ دنیا میں اسلام کو جس طرح بدنام کئے جانے کے گھناؤنے طریق اپنائے جا رہے ہیں اُن غلط فہمیوں کو جاپانیوں کے دل و دماغ سے صاف کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس پر اکثریت نے اپنے خیالات کا اظہار تحریراً ہمیں دیا۔ جس کے چند نمونے یہاں پیش کرتا ہوں۔

❁ ......ایک طالب علم نے لکھا کہ بدھ مذہب میں تو کوئی بھی خدا بن سکتا ہے۔ لیکن اسلام میں صرف ایک خدا ہے اور ہر کوئی خدا نہیں بن سکتا۔ اسلام سب مذاہب کی عزت کرتا ہے اور بُرا کسی کو نہیں کہتا۔ اور اسلام انسان کی مدد کا درس دیتا ہے۔

❁ ......ایک طالب علم نے یہ لکھا کہ "مجھے اسلام کے بارہ میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ صرف Terrotist کا تصور ہی ذہن میں تھا۔ لیکن آج باتیں سُن کر معلوم ہوا کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں وہ سب اچھے ہیں۔ اور یہ کہ اسلام میں انسانی خدمت کے جذبہ کو جو میں نے آج دیکھا یہ دیکھ کر میرے لئے حیرانی کا باعث ہوا"۔

❁ ......ایک طالبہ نے لکھا کہ " اسلام کا سُن کر میرے ذہن میں صرف Curry Rice کا تصور ہی تھا۔ اسلام کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ اُسے Terrotist کہنا یا ایسا کوئی غلط تصور قائم کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ باتیں تو سب کو بتانا چاہئے۔

پھر اُس طالبہ نے بتایا کہ "آخر میں جو وڈیو دیکھا اور سب کے چہروں پر خوشی سے خدمت کرنے کا جذبہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسلام صرف سوچنے والا مذہب نہیں بلکہ عملی مذہب ہے"۔

❁ ......ایک اور طالبہ نے بتایا کہ "اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے مجھے بالکل معلوم نہ تھا"۔

❁ ......ایک طالب علم نے لکھ کر دیا کہ "مَیں ذرا دیر سے آیا تھا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ اسلام میں بہت سے قواعد ہیں۔ مجھے حیرانی ہوئی اور یہ بھی پتہ چلا کہ خدا سے ڈرنا چاہئے لیکن اُس سے محبت بھی کرنا ضروری ہے۔ در اصل یہ دونوں باتیں ہی انسان کو بہتر بنا سکتی ہیں۔ اور یہ بات کہ تعلیم کو عمل میں لانا ہی سب کچھ ہے صرف مُنہ سے کہہ دینا ہی کافی نہیں"۔

الحمدللہ اس طرح اسلام کی تبلیغ کا ایک نادر موقع ملا اور اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیم کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق دی۔

❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے آٹھویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: محمد طلحہ ادریس ۔ آئرلینڈ)

جماعت احمدیہ آئرلینڈ کا آٹھواں جلسہ سالانہ اللہ کے فضل سے 25؍اکتوبر 2009ء کو ڈبلن میں بخیر و خوبی انتہائی کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم ابراہیم نونن صاحب کی قیادت میں تمام تیاریاں مکمل کر لی گئیں۔ جلسہ سے ایک دن پہلے مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کے طور پر آئرلینڈ پہنچے۔ اور اس دفعہ انگلینڈ سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ٹیم بھی جلسہ میں شمولیت اور وڈیو ریکارڈنگ کے لئے آئی۔ انہوں نے جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے خدام کو وڈیو ایڈیٹنگ، ریکارڈنگ کی تربیت بھی دی۔

14؍کتوبر 2009ء کو نماز عشاء کے بعد ڈبلن مشن ہاؤس میں ایک سوال و جواب کی محفل بھی منعقد کی گئی۔ جلسہ سالانہ والے دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔

جلسہ کی کارروائی پروگرام کے مطابق پرچم کشائی سے شروع کی گئی۔ پہلا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔

پہلی تقریر سیرت النبیؐ کے موضوع پر ہوئی جو مکرم یوسف پینڈر صاحب نے انگریزی زبان میں کی۔ اس تقریر کے بعد صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر مکرم امداد حسین صاحب نے تقریر کی جو کہ اردو زبان میں کی گئی۔ تیسری تقریر پھر انگریزی زبان میں کی گئی جس کا عنوان قرآن کریم اپنی پیشگوئیوں کی روشنی میں تھا جو کہ مکرم ڈاکٹر انور ملک صاحب نے کی۔ اس کے بعد نیشنل صدر جماعت آئرلینڈ محترم ڈاکٹر علیم الدین صاحب نے انفاق فی سبیل اللہ پر تقریر کی جو کہ اردو زبان میں تھی۔ امیر صاحب کی تقریر کے بعد مہمانان خصوصی کا تعارف مشنری انچارج آئرلینڈ امام ابراہیم احمد نونن صاحب نے کیا۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے بعض سرکاری افسران کو بھی دعوت دی گئی جنہوں نے حاضرین جلسہ سے مختصر خطاب بھی کیا۔ اس سیشن کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر کے بارہ میں ایک مختصر دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی جسکے بعد محترم نسیم احمد باجوہ صاحب نے مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور خطاب فرمایا۔

آخر میں دعا کے ساتھ اس اجلاس کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس دوران لجنہ اماء اللہ کا علیحدہ سیشن بھی منعقد کیا گیا۔

اختتامی اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد نیشنل صدر جماعت آئرلینڈ محترم ڈاکٹر علیم الدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز صاحب کا خصوصی پیغام جو کہ اس جلسہ کے موقع پر حضور نے بھجوایا تھا حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ابراہیم احمد نونن صاحب مشنری انچارج آئرلینڈ نے کی جس کا عنوان تبلیغ اور ہماری ذمہ داریاں تھا جو کہ انگریزی زبان میں کی گئی۔ آپ کی تقریر کے بعد محترم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب نے جلسہ کی کارروائی کی آخری تقریر اور اختتامی خطاب کیا جو کہ انگریزی زبان میں کیا گیا تھا۔ اس خطاب میں آپ نے حضور کے پیغام کی روشنی میں انتہائی دلنشین انداز میں حاضرین کو نصائح فرمائیں۔ اجتماعی دعا سے جلسہ کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

جلسے کی کل حاضری 192 تھی۔ اس جلسے کی خاص بات یہ تھی کہ نیشنل سیکرٹری اشاعت نے جلسہ کے موقع پر ایک نمائش کا انعقاد بھی کیا ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ آئرلینڈ کی پہلی مسجد کے نقشے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ آئرلینڈ کی تصاویر، ہیومینیٹی فرسٹ کی تصاویر، لوکل تصاویر اور جماعتی لٹریچر بھی رکھا گیا تھا جس میں حاضرین جلسہ نے بھرپور طریقے سے دلچسپی لی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ جلسہ جماعت آئرلینڈ کے لئے اور عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے نہایت کی بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

آنحضرت ﷺ کو غیروں کا خراجِ عقیدت

جماعت احمدیہ ناروے کے رسالہ "الجہاد" مارچ 2007ء میں مکرم چودھری شاہد محمود کاہلوں صاحب کے مضمون میں آنحضرت ﷺ کو غیروں کی طرف سے پیش کئے جانے والے خراجِ عقیدت کے چند نمونے نقل کئے گئے ہیں۔

☆ ڈاکٹر Gustav Wail لکھتے ہیں کہ "محمدؐ نے اپنے لوگوں کے لئے ایک روشن نمونہ قائم کیا۔آپؐ کے اخلاق پاک اور بے عیب ہیں۔آپؐ کی سادگی، آپ کی انسانی ہمدردی، آپ کا مصائب میں استقلال، آپ کا طاقت کے وقت فروتنی اختیار کرنا، آپ کی مضبوطی، آپ کی کفایت شعاری، آپ کا درگزر، آپ کی متانت، آپ کا قوت عاجزی کا اظہار کرنا۔آپ کی حیوانوں کے لئے رحم دلی، آپ کی بچوں سے محبت، آپ کا انصاف اور عدل کے اوپر غیر متزلزل ہوکر قائم ہونا۔کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی اور مثال ہے جہاں اس قدر اعلیٰ اخلاق ایک ہی شخص کی ذات میں جمع ہوئے ہیں۔"

☆ وزیر خارجہ رومانیہ کونٹسل درجبل جاربیو نے اپنی کتاب "محمدؐ" میں لکھا: "عربستان میں جو انقلاب محمدؐ برپا کرنا چاہتے تھے وہ انقلاب فرانس سے کہیں بڑا تھا۔ انقلابِ فرانس فرانسیسیوں کے درمیان مساوات پیدا نہ کرسکا مگر پیغمبر اسلام کے لائے ہوئے انقلاب نے مسلمانوں کے درمیان مساوات قائم کردی اور ہر قسم کے خاندانی، طبقاتی اور مادی امتیازات کو مٹا دیا"۔

☆ ایس پی سکاٹ اپنی کتاب "ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ" میں رقمطراز ہیں: "اگر مذہب کا مقصد اخلاق کی ترویج، برائی کا خاتمہ، انسانی خوشی اور خوشحالی کی ترقی اور انسان کی ذہنی صلاحیتوں کا جلاء ہے اور اگر نیک اعمل کی جزا اسے بڑے دن ملنی ہے جب تمام بنی نوع انسان قیامت کو خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے تو پھر یہ تسلیم کرنا کہ محمدؐ بلاشبہ خدا کے رسول تھے ہرگز بے بنیاد اور بے دلیل (دعویٰ) نہیں ہے۔"

☆ مصنف برنارڈ شا نے اسلام کی برتری یوں بیان کی: "اگلے سو سال میں اگر کسی مذہب کو انگلستان بلکہ یورپ پر غلبہ حاصل کرنا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ میں نے ہمیشہ محمدؐ کے مذہب کو اس حیران کن جاذبیت کی وجہ سے انتہائی معزز جانا ہے۔ یہ وہ منفرد مذہب ہے جو میری رائے میں دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ہر زمانہ کو متاثر کرسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محمدؐ جیسا انسان آج کی دنیا کو مطلق العنان حکمران کے طور پر مل جاتا تو وہ دنیا کے مسائل اس طرح حل کرنے میں ضرور کامیاب ہوتا کہ انسانیت کو مطلوب امن اور خوشحالی کی دولت نصیب ہوتی"۔

☆ شہنشاہ فرانس نپولین بونا پارٹ نے آنحضور ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا: "محمدؐ کی ذات ایک مرکز ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔ان کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا مطیع و گرویدہ بنالیا اور ایک گروہ پیدا ہوگیا جس نے چند ہی سال میں اسلام کا غلغلہ نصف (معلومہ) دنیا میں بلند کردیا۔ اسلام کے ان پیروؤں نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑالیا۔ انہوں نے بت سرنگوں کردیئے۔ موسیٰ و عیسیٰ کے پیروؤں نے پندرہ سو سال میں کفر کی نشانیاں اتنی منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعین اسلام نے صرف پندرہ سال میں کردیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ کی ہستی بہت ہی بڑی تھی۔"

☆ بیروت کے مسیحی اخبار "الوطن" نے 1911ء میں عرب عیسائیوں سے پوچھا کہ دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک عیسائی عالم (داور مجاعص) نے لکھا: "دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفہ، ایک نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدل دیا، اور ایک نئی قوم پیدا کی اور ایک نئی طویل العرض سلطنت قائم کردی۔ان تمام کارناموں کے باوجود امّی اور ناخواندہ تھا۔ وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریشی عرب اور اسلام کا پیغمبر، اس پیغمبر نے اپنی عظیم تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کردیا۔ اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لئے اُس سلطنت کیلئے جس کو اس نے قائم کیا، ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کردیئے"۔

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ جولائی 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

گلشن میں نئے پھول کھلے ہیں جو سنبھالو
غنچے ہیں، انہیں تیز ہواؤں سے بچالو
پھینکا ہے جنہیں بادِ مخالف نے زمیں پر
تم اپنا بنا لو انہیں مٹی سے اٹھا لو
جو زرد ہوئے، شاخِ شجر تھام رہے ہیں
دو رنگِ بہاراں انہیں رنگین بنا لو

دفاع پاکستان اور جماعت احمدیہ

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ اگست 2007ء میں مکرم محمد اسحٰق چودھری صاحب کے قلم سے پاکستان کے دفاع میں جماعت احمدیہ کے کردار کو بیان کیا گیا ہے۔

☆ جماعت احمدیہ نے حکومت پاکستان کے مطالبہ اور خواہش پر جون 1948ء میں کشمیر کے محاذ پر ایک رضاکار بٹالین "فرقان بٹالین" بھجوائی جو تین ہزار رضاکار مجاہدین پر مشتمل تھی اور اس کے ذمہ سعد آباد کی حفاظت تھی جو اس نے احسن طریق سے ادا کی۔ جب اس بٹالین کا کام ختم ہوگیا تو پاکستانی فوج کے کمانڈر انچیف نے 17 جون 1950ء کو ان الفاظ میں اس کو خراج تحسین پیش کیا: "دشمن نے ہوا پر سے اور زمین پر سے آپ پر شدید حملے کئے لیکن آپ نے ثابت قدمی اور اولوالعزمی سے مقابلہ کیا۔ اور ایک انچ زمین بھی اپنے قبضہ سے نہ جانے دی۔"

☆ جنگ 1965ء میں رن کچھ محاذ کی کمان ایک احمدی بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ کے سپرد تھی۔ انہوں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اگلے مورچوں میں جنگ لڑی۔ وہ جنگ کے دوران زخمی بھی ہوئے لیکن لڑائی کے دوران دشمن کے وسیع علاقہ پر قبضہ کرلیا اور ہیرو آف رن کچھ کہلائے۔ ان کی شجاعت کے اعتراف میں ان کو دوسرا بڑا اعزاز ہلال جرأت دیا گیا۔

☆ چونڈہ کا محاذ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ کے باعث مشہور ہے۔ اس محاذ کی کمان احمدی بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کے سپرد تھی۔ آپ نے بھی ایسی جرأت کا مظاہرہ کیا کہ ہلال جرأت کا اعزاز آپ کو دیا گیا۔ کئی اخبارات و رسائل نے آپ کو شاندار خراج عقیدت پیش کیا۔

☆ چھمب کے محاذ کی کمان بھی ایک احمدی لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کے سپرد تھی جنہوں نے حکمت عملی، بہادری اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کا ایک بڑا علاقہ فتح کرلیا۔ حکومت پاکستان نے آپ کو بہادری کا دوسرا اعزاز ہلال جرأت عطا کیا۔ آپ سب سے پہلے جنرل ہیں جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔

☆ جوڑیاں کے محاذ پر شہادت کا رتبہ پانے والے میجر قاضی بشیر احمد مردان کے رہنے والے مخلص احمدی تھے۔ انہوں نے زندگی کے آخری تین دن اس طرح گزارے کہ کھانے پینے اور آرام کرنے کی مہلت بھی ان کو نہ ملی۔

☆ ایک احمدی میجر منیر احمد نے لاہور کے محاذ پر وطن کا دفاع کرتے ہوئے شہادت کا رتبہ پایا۔

☆ فضائیہ میں سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیرالدین شہید بھی احمدی سپوتوں میں سے ایک تھے جنہوں نے جنگ 1965ء میں کئی غیر معمولی معرکے سرانجام دیئے اور شہادت پائی۔

☆ اسی جنگ میں ونگ کمانڈر سید محمد احمد بھی شامل تھے اور سرگودھا میں بطور بیس کمانڈر سٹاف آفیسر اپریشن ڈیوٹی متعین تھے۔

☆ نیز بریگیڈیئر وقیع الزمان خان کے سپرد اس جنگ کے دوران مری میں انٹیلی جنس اور فوجی اپریشنز کا شعبہ تھا۔ اور اس شعبہ کے تحت کشمیر میں اہم کارروائیاں کی گئیں۔

☆ جنگ 1971ء میں مغربی پاکستان میں سب سے بڑا محاذ کشمیر میں چھمب جوڑیاں سیکٹر تھا جس کی کمان 1965ء کی جنگ کے رن کچھ کے ہیرو میجر جنرل افتخار جنجوعہ کر رہے تھے۔ اسی جنگ میں انہوں نے ہیلی کاپٹر میں اگلے مورچوں کا معائنہ کرتے ہوئے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ اس عظیم کارنامے پر جنرل افتخار جنجوعہ کو ایک دفعہ پھر ہلال جرأت دیا گیا اور چھمب کا نام اُن کے نام پر افتخار آباد رکھا گیا۔ اور کھاریاں چھاؤنی میں ایک کالج اور ایک رہائشی کالونی بھی اُن کے نام پر قائم کی گئی۔

☆ پاک فضائیہ کے احمدی فلائنگ آفیسر محمد شمس الحق نے ڈھاکہ میں جس بے مثال مہارت جذبے اور جرأت کا مظاہرہ کیا، اُس کا ذکر پاک فضائیہ کی تاریخ میں اِن الفاظ میں کیا گیا ہے: سکواڈرن کے سب سے نوخیز اور کم تجربہ کار ہوا باز ہونے کے باوجود فلائنگ آفیسر شمس الحق نے دوران جنگ مثالی جرأت اور مہارت پرواز کا مظاہرہ کیا۔ 4 دسمبر 1971ء کو ڈھاکہ ائرپورٹ پر بھارتی طیاروں کے خلاف کارروائی میں اس نے ایک 5u7 طیارہ کو مار گرایا اسی اثناء میں چار ہنٹر طیارے بھی میدان میں آگئے۔ وہ بلا تامل ان ہنٹر طیاروں پر پل پڑا اور ان میں سے دو کا کام تمام کردیا اس کے بعد دشمن کے چار مگ طیاروں نے اس پر ہلہ بول دیا۔ لیکن شمس الحق نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور ان کے حملے کو ناکام بنا دیا۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں مثالی جرأت اور شاندار مہارت کے مظاہرہ پر فلائنگ آفیسر شمس الحق کو ستارہ جرأت عطا کیا گیا۔

☆ پاکستان نیوی کے لیفٹیننٹ ممتاز انور ایک مخلص احمدی تھے جنہیں جنگ 1965ء میں اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔ اگست 1971ء میں پاک نیوی کا جہاز بدر سمندری طوفان میں پھنس گیا تو ممتاز انور نے متواتر تین دن اور راتیں جہاز کے انجن کا کنٹرول سنبھالے رکھا اور آخر جہاز کو خطرہ سے نکالنے میں کامیاب ہوگیا۔ اسی جنگ کے دوران وہ پاک نیوی کے جہاز خیبر پر بطور چیف انجینئر خدمات سرانجام دے رہے تھے کہ جہاز دشمن کے میزائلوں کا نشانہ بن گیا اور انجن روم میں آگ لگنے کی وجہ سے جہاز خالی کرنے کا حکم دیا گیا۔ وہ آخری دم تک اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے اور فرض کی ادائیگی میں وطن پر اپنی جان قربان کر دی۔ اس کی اس بے مثال بہادری اور شجاعت پر حکومت پاکستان نے اس کو ستارہ جرأت کا اعزاز عطا کیا۔

☆ لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد 1971ء کی جنگ میں کشمیر میں ایک بٹالین کی کمانڈ کر رہے تھے۔ ایک دن آپ کا دستہ دشمن کے نرغہ میں آگیا۔ کئی جوان شہید ہوگئے جبکہ کرنل بشارت اور بعض دیگر ماتحت افسر جنگی قیدی بنالئے گئے۔ 1972ء میں جب زخمی قیدیوں کا تبادلہ ہوا تو آپ واپس آئے۔ حکومت پاکستان نے ان کو جرأت کے صلہ میں تمغۂ امتیاز عطا کیا۔

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ جولائی 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم طاہر عارف صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

زندگی پُر وقار کر لینا
جان ہنس کر نثار کر لینا
عشق کی ناؤ میں کبھی چڑھ کر
بحرِ ادراک پار کر لینا
جب بھی مشکل مقام آ جائے
رُخ سوئے کوئے یار کر لینا
انتقام اس سے بے وفائی کا
زندگی اس پہ وار کر لینا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
18th December 2009 – 24th December 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 18th December 2009

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:10	Science and Medicine Review
01:45	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th January 1996.
02:50	Dars-e-Malfoozat
03:10	MTA World News
03:25	Tarjamatul Qur'an class: Recorded on 9th December 1998.
04:25	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah.
05:15	MTA Variety: Journey of Khilafat.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine Review
07:15	Bustan-e-Waqfe-Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 4th March 2007.
08:15	Le Francais C'est Facile: lesson no. 74.
08:40	Siraiki Service
09:25	Reply to Allegations: Recorded on 18th May 1994.
10:25	Indonesian Service
11:20	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Tilawat & Science and Medicine Review
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:15	Dars-e-Hadith
14:20	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009. [R]
17:10	Reception in Nasir Mosque: A reception held in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V in Sweden.
17:35	Le Francais C'est Facile: lesson no. 74. [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Science and Medicine Review
21:10	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009. [R]
22:30	Gardens of Casa Loma
23:00	Reply to Allegations [R]

Saturday 19th December 2009

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:35	Le Francais C'est Facile: lesson no. 74.
01:55	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th January 1996.
03:05	MTA World News
03:20	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana Germany 2004: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 1st August 2004.
08:00	Question and Answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th February 1996. Part 1.
09:00	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009. [R]
10:00	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an
12:50	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:50	Bangla Shomprochar
14:55	Bustan-e-Waqfe-Nau class with Huzoor, recorded on 4th March 2007.
15:55	Live Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:05	Rah-e-Huda [R]
23:35	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009. [R]

Sunday 20th December 2009

00:40	MTA World News
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Tilawat
01:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th January 1996.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:00	MTA World News
03:25	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009.
04:25	Faith Matters
05:30	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's visit to New Zealand.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Jamia Ahmadiyya UK class with Huzoor recorded on 17th March 2007.
07:30	Faith Matters: An English question and answer session exploring various matters relating to religion and faith.
08:35	Gardens of Casa Loma
09:05	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Mauritius.
09:50	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th July 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
12:50	Bengali Reply to Allegations
13:50	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009. [R]
15:00	Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
16:00	Gardens of Casa Loma
16:30	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Gardens of Casa Loma [R]
21:00	Jamia Ahmadiyya UK class [R]
22:00	Friday Sermon: rec. on 18th December 2009. [R]
23:20	Success Stories

Monday 21st December 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	International Jama'at News
01:20	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th January 1996.
02:30	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009.
03:30	MTA World News
03:50	Gardens of Casa Loma
04:20	Question and Answer Session: recorded on 13th December 1998.
05:30	Success Stories
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 18th March 2007.
08:10	Le Francais C'est Facile
08:35	Khilafat Jubilee Quiz
09:15	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat recorded on 7th February 1999.
10:20	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 23rd October 2009.
11:15	Hum Aur Hamari Kaenaat
12:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:20	Bangla Shomprochar
14:20	Friday Sermon: rec. on 19th December 2008.
15:20	Hum Aur Hamari Kaaenat [R]
16:05	Gulshan-e-Wafe Nau (Lajna) Class [R]
17:15	Jalsa Salana Holland Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 18th June 2006.
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th January 1996.
20:40	Le Francais C'est Facile
21:05	Gulshan-e-Wafe Nau (Lajna) Class [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:20	Medical Matters

Tuesday 22nd December 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th January 1996.
02:10	MTA World News
02:25	Jalsa Salana Holland Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 18th June 2006.
03:05	Friday Sermon
04:00	Medical Matters
04:30	Hum Aur Hamari Kaaenat
05:15	Khilafat Jubilee Quiz
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class
08:00	Question and Answer Session: rec. on 5th May 1984.
09:10	Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
10:05	Indonesian Service
11:05	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 6th March 2009.
11:50	Tilawat & MTA News
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th September 2004.
14:55	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class [R]
15:50	Question and Answer Session [R]
16:55	Yassarnal Qur'an
17:20	Historic Facts
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th December 2009.
20:40	MTA International News
21:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Khuddam) class [R]
22:05	Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:45	Intikhab-e-Sukhan

Wednesday 23rd December 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 17th January 1996.
02:05	Learning Arabic
02:20	Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
03:25	MTA World News
03:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 5th May 1984.
05:15	Khuddam-ul-Ahmadiyya UK Ijtema
06:00	Tilawat
06:15	Seerat-un-Nabi (saw)
06:35	Land of the Long White Cloud
06:55	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 25th March 2007.
08:10	MTA Variety
08:55	Question and Answer Session: Recorded on 6th May 1984.
10:10	Indonesian Service
11:10	Swahili Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20	Seerat-un-Nabi (saw)
12:40	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th July 1985.
13:35	Bangla Shomprochar
14:40	Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 22nd August 2004.
15:55	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
16:50	Question and Answer Session [R]
18:10	MTA World News
18:25	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th January 1996.
20:30	MTA Variety [R]
21:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
21:55	Jalsa Salana Germany Address [R]
23:05	From the Archives [R]

Thursday 24th December 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Seerat –un-Nabi (saw)
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th January 1996.
02:25	MTA World News
02:40	From the Archives: rec. on 19th July 1985.
03:30	Land of the Long White Cloud
03:55	MTA Variety
04:45	Jalsa Salana Germany Address
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Children's class with Huzoor, recorded on 31st March 2007.
08:00	Faith Matters
09:05	English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th November 1995.
09:50	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:45	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:20	Yassarnal Qur'an
12:45	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 27th December 2005.
13:45	Shotter Shondhane
14:50	Tarjamatul Quran Class
15:45	Khilafat-e-Ahmadiyya: Part 2 of an Urdu discussion programme about Khilafat.
16:05	Yassarnal Qur'an
16:30	English Mulaqat [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Faith Matters [R]
21:40	Tarjamatul Quran Class [R]
22:40	Jalsa Salana Qadian Address [R]
23:30	Khilafat-e-Ahmadiyya [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 — Friday 11 December , 2009 — Issue No. 50

جماعت احمدیہ گلاسگو کے زیر اہتمام لینزی (سکاٹ لینڈ) میں امن کانفرنس کا انعقاد

مختلف عمائدین علاقہ، اعلیٰ پولیس افسران، رفاہی اداروں کے نمائندوں اور عوام کی بھرپور شرکت

(رپورٹ :مبشر شہزاد ۔ سیکرٹری اشاعت گلاسگو)

مورخہ 4/ نومبر 2009ء بروز بدھ جماعت احمدیہ گلاسگو کے زیر اہتمام گلاسگو کے نواحی علاقے لینزی میں ایک بڑے پیمانے پر امن کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس کانفرنس میں لینزی اور اس کے نواحی علاقوں سے سکاٹش عوام کے علاوہ مختلف قومیتوں کے افراد نے بھی بھرپور شرکت کی۔

اس کانفرنس میں مختلف عمائدین شہر، پولیس افسران، رفاہی اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے نمائندگان اور عہدیداران نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن سے مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن اور جناب ولید احمد صدر مجلس انصاراللہ یو کے نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر ہیومینٹی فرسٹ جو کہ جماعت احمدیہ کا ایک رفاہی ادارہ ہے کی طرف سے دنیا بھر میں رفاہی اور انسانی خدمت کے موقع پر کی گئی کوششوں پر مشتمل بینر اور سٹال لگائے گئے۔ اسلام اور احمدیت کے بارہ میں احمدی خواتین کی ذیلی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی طرف سے بھی ایک معلوماتی سٹال لگایا گیا۔ نیز Forth and Clyde Canal میں معذور اور بیمار لوگوں کے لئے مفت تفریحی کشتی کی سیر کا بندوبست کرنے والی چیریٹی Seagul Trust، Strathkelvin Talking News Paper (Chairty for Blinds) اور Rotary Club Kirkintilloch کی طرف سے بھی اسٹالز کا اہتمام کیا گیا جسے لوگوں نے بہت سراہا۔

اس کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں خدام واطفال، انصار اور لجنہ و ناصرات سبھی نے بھرپور حصہ لیا۔ انفرادی دعوت ناموں کے علاوہ لینزی اور کرکنٹلاک (kirkintilloch) کے تقریباً تین ہزار گھروں میں دستک دے کر کانفرنس کے انعقاد کے بارہ میں معلوماتی لٹریچر دیا گیا جسے اہالیان نے فراخدلی سے قبول کیا۔ نیز مقامی چرچوں کے پادری صاحبان سے مل کر انہیں مدعو کیا گیا۔

کانفرنس کی کارروائی کا آغاز مکرم ولید احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یو۔کے کی زیرِ صدارت تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم قریشی داؤد احمد مربی سلسلہ سکاٹ لینڈ نے کی اور انگریزی ترجمہ مکرم ڈاکٹر عمران احمد صاحب صدر جماعت گلاسگو نے پیش کیا۔ اور مکرم عبدالغفار عابد صاحب ریجنل امیر سکاٹ لینڈ نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا جس کے بعد عیسائیت کی نمائندہ Rev. Moira Jamieson نے امن کے بارہ میں مسیحی تعلیم کے حوالہ سے تقریر کی۔

جس کے بعد Mr. Ian Thompson صدر Kirkitilloch روٹری کلب نے ''امن کے لئے کوششیں'' کے عنوان سے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد یونیورسل پیس فیڈریشن کے نمائندہ Mr. Paul Currie نے امن کے متعلق اپنے نظریات پیش کئے۔ ازاں بعد East Dumbartonshire کے سپرنٹنڈنٹ پولیس، Mr. John Duff نے قیام امن میں پولیس کا کردار کے عنوان سے تقریر کی۔

پولیس کے نمائندہ کی تقریر کے بعد امن کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے امن کے بارہ میں اسلامی تعلیمات اور امن کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں کے عنوان پر خطاب کیا جس میں آپ نے بتایا کہ اسلامی تعلیمات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے جماعت دُنیا کے غریب ممالک میں تعلیم، صحت اور دیگر رفاہی کاموں میں کس طرح اُن ممالک کے عوام کی خدمت کر رہی ہے۔ اِس ضمن میں آپ نے خصوصاً ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کا ذکر کیا۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا اور مہمانوں کی طرف سے پوچھے گئے مختلف سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

پروگرام کے اختتام سے قبل مکرم ولید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یو کے نے دو مقامی رفاہی تنظیموں Segul Trust اور Talking Newspaper کے نمائندگان کو دو دو ہزار پونڈ کے چیک پیش کئے۔ دونوں تنظیموں کے نمائندگان نے اس رقم کے لئے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔

پروگرام کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

سکاٹش لوگوں نے خاص طور پر اس قسم کا پروگرام منعقد کرنے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ نہ صرف امن کے لئے ایک اچھی کوشش ہے بلکہ مختلف قومیتوں کے لوگوں کو ایک دوسرے سے متعارف کروانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے اور اس طرح کے پروگرام مختلف علاقوں میں منعقد کرنے کی ضرورت ہے۔

الحمد للہ کہ اس کانفرنس میں یک صد مہمانوں نے شرکت کی جن میں ایک بڑی تعداد سکاٹش باشندوں کی تھی۔

جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کے 14 ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ :منور احمد ۔ افسر جلسہ سالانہ کوریا)

جماعت احمدیہ جنوبی کوریا ہر سال کورین تہوار چوسک کی چھٹیوں کے موقع پر جلسہ سالانہ کا انعقاد کرتی ہے۔ امسال بھی 2-3/ اکتوبر کو جماعت احمدیہ کوریا نے اپنا چودھواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ یہ جلسہ جنوبی کوریا کے تیسرے بڑے شہر تھیگو کی مسجد میں منعقد کیا گیا۔

جلسہ کی کارروائی 2/ اکتوبر 2009ء کو نماز جمعہ کے بعد شروع ہوئی۔

اجلاس اوّل میں تلاوت و نظم کے بعد خاکسار منور احمد نے جلسہ سالانہ کے تعارف و اہمیت پر مختصر تقریر کی۔ جس کے بعد داؤد احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے ''خلافت کی اہمیت و برکات'' پر تقریر کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم داؤد احمد ملک صاحب نیشنل صدر جماعت کوریا نے ''سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' کے موضوع پر کی جس میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے۔

نماز مغرب وعشاء اور کھانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنا گیا۔

خطبہ جمعہ کے بعد حسب روایت علمی مقابلہ جات ہوئے جس میں تلاوت، نظم اور تقریری مقابلے ہوئے۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جس کے بعد درس حدیث ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز دوپہر گیارہ بجے ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد سب سے پہلے خاکسار منور احمد نے صدر جماعت احمدیہ تھیگو نے ''قیام نماز کی اہمیت''، مکرم خالد محمود ناصر صاحب صدر جماعت احمدیہ سیول نے ''صحابہ رسولؐ کی بے مثال قربانیاں اور آخر پر مکرم داؤد احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ نے ''مسیح موعودؑ کا عشق رسول'' کے عناوین پر تقاریر کیں۔

نماز ظہر و عصر کے بعد علمی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے احباب میں انعامات تقسیم کئے گئے اور جلسہ کے بعض منتظمین و کارکنان کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی تلاوت و نظم سے شروع ہوئی جس کے بعد مکرم نیشنل صدر صاحب نے توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر تقریر کی اور آخر پر دعا کروائی۔ جس کے ساتھ ہی جلسہ کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ جلسہ اپنے خاص فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر اور جماعت جنوبی کوریا کے لئے بابرکت ہو اور جماعت کے احباب دین و دنیا میں سرخرو ہوں۔

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ سپین کے خدام واطفال کی سالانہ تربیتی کلاس کا انعقاد

2 تا 8۔ اگست 2009ء جماعت احمدیّہ سپین کے خدام و اطفال کی دوسری سالانہ تربیتی کلاس مسجد بشارت پیدروآباد میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

کلاس کا آغاز مؤرخہ 2/ اگست کو مکرم امیر صاحب جماعت احمدیّہ سپین کی صدارت میں تلاوت و نظم کے ساتھ ہوا۔ مکرم محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں احمدی نوجوانوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اہم نصائح کیں۔

کلاس کے دوران روزانہ نمازِ تہجد باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ بفضلِ خدا نمازِ تہجد میں حاضری روزانہ سو فیصد ہوتی رہی۔ نمازِ فجر کے بعد تمام شاملین باقاعدہ تلاوتِ قرآنِ مجید کرتے رہے۔ سورۃ البقرہ کی پہلی سترہ آیات اور آخری پندرہ سورتیں سپینش اور اردو ترجمہ کے ساتھ سبقاً سبقاً پڑھائی گئیں اور زبانی یاد کروائی گئیں۔ اسی طرح چہل احادیث میں سے پینتیس احادیث سپینش اور اردو ترجمہ کے ساتھ پڑھائی گئیں نیز روزانہ کی ایک حدیث یاد بھی کروائی جاتی رہی۔

منتخب تحریرات میں سے چند اقتباسات سپیش اور اردو میں پڑھائے گئے اور ان کی آسان زبان میں تشریح کر کے سمجھائے گئے۔ اسی طرح عربی قصیدہ کے پہلے بیس شعر یاد کروائے گئے۔ تبلیغد لائل وفاتِ مسیحؑ، ختمِ نبوت، تردید کفارہ، تردید الوہیتِ مسیحؑ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک ایک دلیل سمجھائی گئی۔

دینی معلومات کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کے دور کا کچھ حصہ پڑھایا گیا۔ اسی طرح روزانہ شام کو ایک گھنٹہ کھیل کا پروگرام ہوتا رہا جس میں طلباء کرکٹ یا فٹ بال (اپنے اپنے شوق کے مطابق) کھلتے رہے۔

اطفال سے باری باری اذان دلوائی جاتی رہی۔

8/ اگست کو اختتامی تقریب منعقد کی گئی جس میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیّہ سپین نے شمولیّت کی۔

اس کلاس میں جماعت Madrid, Pedro Abad Valencia, کے 18 خدام و اطفال نے شمولیت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاملین کلاس کو ترقیات سے نوازتا چلا جائے جماعت کے مفید وجود بنائے۔ ❁❁❁

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر ۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد